بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

بحمد الله درین آوان خیر و برکت اقتران که این رساله بدیعه و عجاله
رفیعه و علاله منیعه موافق مذهب شیعه اثنا عشریه و دفع توهمات شنیعه
مسمے بہ

القول المأنوس فی ابطال تناسخ النفوس

نور الصبّاح فی ابطال تناسخ الارواح

یکے از تصنیفات عالیجناب تقدس مآب عالم با عمل فاضل بے بدل
صاحب ذہن نقاد و طبع وقاد ذی النظر الدقیق و الفکر العمیق مولانا
مولوی سید علی حسن صاحب دامت برکاته بمقام لکھنؤ بست و سوم ماه شوال سنه ۱۳۰۴ھ

در مطبع اثنا عشری باهتمام خیرخواه مؤمنین سید عابد علی طبع شد

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی لا اله الا هو الذی قد تفرد بالعزة والکبریاء وقد توحد بالدوام والبقاء کان ولم یکن معه شیٔ من الاشیاء فانشاء الارض والسماء وجعل الظلمات والانوار والاضواء وابدع الارواح للبقاء ورکبها فی الابدان التی انشأت للزوال والانشاء فسبحانه وتعالی شانه یدبر الامر کیف یشاء و یخلق ما یشاء کیف یشاء ویصور فی الارحام ما یشاء کیف یشاء **والصلوٰة** والسلام علی خیر الاصفیاء وسید الانبیاء **محمد** المبعوث بالحکمة البیضاء والشریعة الغراء وعترته البررة الاذکیاء الاتقیاء واصحابه الاخیار الصلحاء

امابعد چونکہ بروقت تحریر رسالہ منہج الاصول بسئلہ ابطال تناسخ کیطرف توجہ نہین ہوئی تھی اور مسئلہ مذکورہ درحقیقت لائق توجہ مسئلہ ہی لہذا یہ رسالہ مختصرہ جو موسوم **بالقول المانوس فی ابطال تناسخ النفوس** اور ملقب بنور الصباح فی ابطال تناسخ الارواح ہی خاص بغرض تحقیق مسئلہ مذکورہ ضبط تحریر مین آیا ہی اور وہ ایک مقدمہ اور چار مسالک اور ایک خاتمہ پر متضمن ہی **مقدمہ** بیان حقیقت تناسخ اور تفصیل مذاہب متعلقہ تناسخ مین پس واضح ہو کہ تناسخ اسکا نام ہی کہ منتقل ہو ایک نفس انسانی دنیا

مین ایک بدن سی طرف دوسری بدن کے اور اسکی صحت و بطلان کے باب مین
مختلف مذاہب ہین اور اہل اسلام کے عمدہ مذاہب مین اس امر پر اتفاق ہی کہ تناسخ
مذکورہ باطل مذکور ہی اور بموجب تصریحات آیات و احادیث کے بعد مدت کے کبھی کوئی
روح انسانی کسی دوسری بدن سی متعلق نہین ہوتی ہی اور آخر کو قیامت مین اُسی
جسم سابق کے ساتھہ یا ایک اور جسم مماثل کے ساتھہ محشور ہو گی اور گو ملت حقہ شیعہ
اثنا عشریہ مین قبل قیامت صرف بعض نفوس کا اپنے ابدان سابقہ کے ساتھہ بطور
رجعت پھر دنیا مین آنیکا اعتقاد مسلم الثبوت ہی مگر ظاہر ہی کہ یہ صورت تناسخ
مذکورہ کی حقیقت مین شامل نہین ہی اور اسیطرح اکثر حکما بھی بطلان تناسخ کے قائل
ہین مگر بعض حکما جو قدم نفوس کے قائل ہین اُنکا قول یہ ہی کہ تعطل نفس کا اور عدم
تعلق اسکا بدن سی محالات سی ہی پس وہ ایک بدن سی دوسری بدن مین منتقل ہوتی ہی
ہی اور ان قائلین تناسخ مین سے بعض اسکے قائل ہوئے ہین کہ نفوس ہمیشہ ایک
بدن سے دوسری بدن مین منتقل ہوتے رہتے ہین اور کبھی خلاص ہو کر عالم مجردات
کیطرف رجوع نہین کرتے ہین اور بعض اسکے قائل ہین کہ نفوس انسانیہ اگر اسطرح کامل
ہو جاتے ہین کہ اُنکے کل کمالات ممکنہ قوت سی فعل کیطرف خارج ہوتے ہین تو بعد
مفارقت بدن کے وہ مجرد رہتے ہین اور پھر کسی بدن سی متعلق نہین ہوتی ہین اور
عالم مجردات کیطرف رجوع کر جاتے ہین اور اگر وہی نفوس ناقص ہوتے ہین تو وہ منتقل
ہوتے رہتے ہین اجسام افراد نوع انسانی مین اور منتقل ہوتے ہین ایک بدن انسانی
کی تدبیر سی طرف تدبیر اسی بدن انسان دیگر کے کہ جسمین اور بدن سابق مین مناسبت
اخلاق اور ملکات مین ہو یہانتک کہ اپنی غایت اور انتہائی درجہ اخلاق و ملکات
تک پہونچین اور اس انتقال کا نام وہ نسخ رکھتے ہین اور بعض اُنمین سی اسکے قائل
ہوے ہین کہ اگر وہ نفس ناقص ہوتی ہے اور اُسکو ملکات ردیہ حاصل

ہوتے ہین تو اکثر وہ تنزل کرتی ہی اور متعلق ہوتی ہی ساتھ کسی ایسے بدن حیوانی
کے جو زیادہ تر مناسب اور لائق ہو اسکے لیے مثل بدن شیر کے واسطی شجاع
اور بدن ارنب کے واسطے جبان کے اور اس انتقال کا نام وہ مسخ رکھتے ہین اور
کبھی نازل ہوتی ہی وہ نفس ناقصہ طرف اجسام نباتیہ کے اور اسکا نام انکے نزدیک
رسخ ہی اور کبھی نازل ہوتی ہی وہ نفس ناقصہ طرف اجسام جمادیہ کے اور اسکا نام انکے
نزدیک فسخ ہی اور کبھی انتقال طرف نبات کے باسم فسخ اور انتقال طرف جماد کے
ساتھ رسخ کے موسوم کیا جاتا ہی اور بعض اہل تناسخ کا یہ گمان ہی کہ اولی قبول فیض کیے
وہی نبات ہی نہ کوئی سوا اسکے پس ہر نفس نہین فائض ہوتے مگر اوپر نبات کے
پس منتقل ہوتی ہی اسکے ادنی مراتب سی طرف اس مرتبے کے جو افضل اس سے
اور اکمل اوس سے ہو یہانتک کہ منتہی ہو طرف ایسی مرتبے کے جو مرتبہ اولی حیوان سے
اقرب ہی اور بعد ازان اوس مرتبہ اولی حیوان کیطرف منتقل ہوتی ہی اور من بعد
مراتب حیوانیہ مین منتقل ہوتی رہتی ہی اور ترقی کرتی رہتی ہی بتدریج ادنی سے طرف
اعلی کے پہر طرف اس کے جو اس سے اعلی ہو یہانتک کہ پہونچی آخر مراتب حیوان تک
پس ترقی کرتی ہی طرف مرتبہ انسانی کے اور بعد ازان وہ منتقل ہوتی رہتی ہی مراتب
انسانیہ مین اور بتدریج ترقی کرتی رہتی ہی طرف درجہ اعلی کے پہر طرف اسکے جو اس سے
اعلی ہوا ور علی ہذا القیاس یہانتک کہ آخر مراتب انسانیہ تک پہونچی اور کبھی خلاص
ہو جاتی ہی ابدان سی بوجہ اسکے کامل ہو جانی کے انسانیت مین اور کبھی متعلق ہوتی
ہی بعض اجرام سماویہ سے اور تعلق اوسکا جرم سماوی سی نہین ہوتا بطور تصرف اور تدبیر
کے پس فائز ہوتی ہی ساتھ سعادت ابدیہ کے اور اہل مذاہب مین سے ہنود عموما
نہایت رسوخ کے ساتھ تناسخ کے معتقد ہوئے ہین بلکہ بعض انہین سے گمان کرتے ہین
کہ یہہ امر بھی ممکن ہی کہ آدمی بریاضت یہ قدرت حاصل کرے کہ اپنے نفس کو اپنے بدن سے

نکال کے کسی جسم مردہ مین داخل کرے اور خود مرجائے اور پھر اپنے بدن مین دوبارہ اپنی روح کو داخل کر کے پھر زندہ ہو جائے اور دیگر مذاہب مین صرف ایک گروہ قلیل بطور شاذ و نادر کے قائل تناسخ کے ہوئے ہین اور اکثر اقوال اہل تناسخ کے خیالات اور انکے قصص مرویہ پر مبنی ہین اور بظاہر اثبات انکا مشکل ہی اور جو امر حق ہی وہی وہ ہی جسپر معظم اہل اسلام نے اتفاق کیا ہی کہ قول تناسخ درحقیقت باطل ہی اور تحقیق اس کی آیندہ بخوبی مذکور ہی **مسلک اول** بیان مین اون دلائل کی جو کتب علمای سابقین مین درباب ابطال قول تناسخ مذکور ہین اور و نہین سی اول

دلیل اول

دلیل یہ ہی کہ ہر بدن جسوقت معتدل ہوتا ہی اوسکا مزاج اور مستعد ہوتا ہی وہ تو قبول نفس کے لیے تو اسپر ایک نفس کا فیضان ہونا مبداء فیاض سے ضرور ہی پس اگر متعلق ہو اس سے ایک اور نفس سابق تو لازم آیگا اجتماع دو نفسون کا ایک بدن واحد مین اور یہ محال ہے اور اعتراض کیا گیا ہی اس دلیل کی نسبت اسطرح کہ جب ثابت ہوا ہی کہ اللہ تعالی جو صانع عالم ہی فاعل مختار ہی تو ممکن ہی کہ نہ فیضان کرے وہ اپنی اختیار سے بنظر مصالح حکمت کے بدن پر کوئی اور نفس سوای نفس سابق کے پس اجتماع دو نفسون کا بدن واحد مین نہ لازم آیگا اور **بعض معاصرین** نی اس دلیل کی نسبت یہ اعتراض نقل کیا ہی کہ جائز ہی نفس تناسخیہ مانع حدوث نفس دیگر کے ہو اور اسکا یہ جواب بھی دیا ہی کہ یہ اعتراض کچھ نہین ہے اسواسطی کہ ایک نہین سی اولی نہین منع کے لیے دوسرے سے مگر یہ ظاہر ہے کہ موجود اولی ہے معدوم سے درباب منع حدوث اس معدوم کے اور حاصل اعتراض کا درحقیقت یہ ہی کہ ضرورت فیضان ایک نفس تناسخہ موجودہ کے ممکن ہی کہ مبداء فیاض کو مانع ہو احداث نفس آخر سے **دوسرا** اعتراض نسبت دلیل مذکور کے انہون نے یہ ذکر کیا ہی کہ کیون نہین جائز ہی کہ نفس مفارقہ بسبب اوس کمال کے جو اس کے لیے حاصل ہی اولی ہو

ساتھ تعلق کے نفس حادثہ سے اور اسکا **جواب** بھی یہ نقل کیا ہی کہ ماہیت نفس
کی اگر مقتضی ہو تعلق کے ساتھ بدن کے تو ہوگا یہ کمال عارض بعد تمامی مقتضی تعلق
کی پس محال ہوگا کہ ہو معتبر بیچ اس مقتضی تعلق کے اور اگر مقتضی تعلق نفس نہ
بلکہ ہو مقتضی اس تعلق گا یہ کمال تو لازم آئیگا محال کیونکہ اگر وہ کامل نہوگی تو متعلق
نہوگی اور جبتک متعلق نہوگی کامل نہوگی اور حاصل یہ ہی کہ نہین دخل ہی کمال
کے لیے بیچ اقتضا تعلق کے بلکہ قریب ہی یہہ کہ ہو امر بالعکس مگر یہ جواب درحقیقت
صحیح نہین ہی اسواسطے کہ ماہیت نفس کی گو مقتضی تعلق کے ہی اور یہ بھی ظاہر ہی کہ کمال
تعلق اول مین بعد تعلق کے حاصل ہوتا ہی اور اس تعلق اول مین مقتضی کے مرتبہ
مین معتبر نہین ہی لیکن مراتب تعلقات مابعد مین وہی کمال جزئی جو تعلق اول مین
حاصل ہو چکا تھا مقتضای ماہیت نفس کے ساتھ جو تعلق بدن کے باب مین ہی
ختم ہو کہ مرجح تعلق مابعد کا ہو سکتا ہی اور اس صورت مین حاصل اعتراض کا درحقیقت
یہ ہی کہ ممکن ہی کہ مقتضای ماہیت نفس جو درباب تعلق ہی اور وہ کمال جزوی جو اسکو
حاصل ہو چکا ہی دونو ان ملکر مرجح ہون فیضان مبدا فیاض کے لیے مرتبہ تعلقات
مابعد مین درباب افاضہ صرف نفس تناسخیہ اور عدم احداث نفس دیگر کے **دوسری**
دلیل یہ ہی کہ اگر کوئی نفس بطریق تناسخ کے دوبارہ متعلق ہوتی کسی بدن سی تو
ضرور تھا کہ اسکو یاد آتے حالات سابقہ اور ظاہر ہی کہ کوئی نفس حالات سابقہ کو
یاد نہین رکھتی ہی تو ثابت ہو گیا کہ کوئی نفس بذریعہ تناسخ کے دوبارہ بدن سے
متعلق نہین ہوتی ہی اور اعتراض کیا گیا ہی اس دلیل کی نسبت اول اسطرح کہ ممکن
ہی کہ ہو جہ مشغل تدبیر بدن حال کے وہ نہ یاد کرے حالات سابقہ کو یا آنکہ طول زمانہ اسکو
موجب ہو جای نسیان کا یا آنکہ تعلق ایک بدن خاص کا شرط ہو تذکر حالات بدن مذکورہ
کا دوسری یہ کہ بہت سی قصص اہل تناسخ نقل کرتے ہین کہ جنمین انکا بیان ہی کہ حالات

سابقہ نفوس کو بخوبی یاد تھے اور انہون نے مفصل وہ حالات بیان کیے تھے اور
جواب اعتراض اول کا اول تو یہ ہی کہ محل علم وحفظ وتذکر درحقیقت نفس ہی تو باقی
رہنا تذکر کا ضرور ہی دوسرے یہ کہ بموجب خبر مخبرین صادقین یعنی انبیا علیہ السلام
کے یہ امر ثابت ہی کہ بروقت حشر کے نفوس کو اکثر حالات سابقہ بخوبی یاد ہونگے تو یہہ
ثابت ہوا کہ تبدل بدن یا طول زمانہ ہرگز موجب نسیان بالکلیہ حالات سابقہ کے
نہین ہو سکتی ہین پس یہ دلیل بموجب اصول مسلمہ اہل مذہب حق کے ضرور تمام ہے
اور دوسرے اعتراض کا اول تو یہ جواب ہی کہ قصص جو خاص اہل تناسخ نقل کرتے
ہین اس وجہ سے لائق اعتبار نہین ہی کہ اس قسم کے قصص اور شخص نے کبھی نقل نہین
کیے ہین دوسرے یہ کہ درصورت صحت قصص مذکورہ کے جو بطور شاذ ونادر
مذکور ہین تو ممکن ہی کہ بعض امراض بعض اشخاص کو اس قسم کے خیالات کا باعث ہون
تو بلا تصدیق اون بیانات کے اور بلا ثبوت کامل اس امر کے کہ وہ اشخاص صحیح المزاج
تھے اونکے بیانات صحیح تسلیم ہوکر اسکی وجہ سے خیال تناسخ کی تائید ممکن نہین ہی اور بعض
معاصرین نے دلیل مذکور کی نسبت یہ اعتراض بھی ذکر کیا ہی کہ ہم نہین تسلیم کرتے ہین
عدم تذکر کو مطلقاً پس شاید نفس کسی شخص کا یاد رکھتا ہوا شے تعلق کو ساتھ بدن آخر کے
مگر اسکا جواب یہ ہی کہ جب قائلین تناسخ علے العموم وقوع تناسخ کے قائل ہین تو اس وجہ
سے کہ نفس جو محل تذکر ہے باقی رہتا ہی اسکی وجہ سے ایسا تذکر علے العموم ہونا ضروری ہی
نہ کہ بطور شاذ ونادر کے اور یہ بھی اعتراض ذکر کیا ہی کہ ممکن ہے کہ ہو تذکر احوال
بدن کا موقوف اوپر تعلق اسی بدن کے مگر اسکا جواب یہی ہی کہ تذکر خاص صفات
نفس سے ہی تو وہ کسیطرح موقوف نہین ہو سکتا ہی کسی بدن خاص کے تعلق پر بلکہ باقی
رہنا اسکا ساتھہ بقای نفس کے ضرور ہی اور یہ بھی اعتراض ذکر کیا ہی کہ تذکر نہین
ہوتا ہی مگر بوجہ آلہ کے اور جسوقت کہ متبدل ہوئے آلات تو نرہا تذکر اپنے حال پر

مگر اوسکا جواب اول یہ ہی کہ یہہ امر ضروری ہی کہ تذکر نفس کا محتاج آلہ کا نہین ہے
بلکہ وہ خاص صفات نفس سے ہی تو تذکر مذکور کا اپنے حال پر باقی رہنا ضروری
ہے کیونکہ کلام اُن علوم کے تذکر مین ہی جو خاص قائم بنفس ہوتے ہین نہ اون علوم
کے تذکر مین جنکے خزانہ خیال وغیرہ قوی بدنی ہوتے ہین دوسرے یہ کہ کلام ہمارا
بمقابلۂ اہل تناسخ کے ہی کہ جو اس کے قائل ہین کہ نفس انسانی کو جو کمالات حاصل ہوئے
ہین ایک بدن مین وہ باقی رہتی ہین بوقت تعلق بدن آخر کے پس تذکر کا باقی رہنا
بھی اون کے اصول پر ضرور ہی اور علاوہ ازین وہ قائل بھی بقای تذکر کے ہین اور
اسوجہ سے وہ قصص بھی نقل کرتے ہین پس اُنکے مقابلہ مین دلیل ضرور تمام ہی اور
احتمالات مجردہ کے اخراج سے جبکہ بنا دلیل مذکورہ کے اصول مسلمہ فریقین پر ہی
کوئی نقصان دلیل مین لازم نہین آتا ہی **تیسری دلیل** یہ ہی کہ اگر تناسخ حق ہوتا
تو ممکن نہ تھا کہ کبھی تعداد ابدان ہالکہ کے ابدان حادثہ سے زیادہ ہوتی مگر یہ ظاہر ہی
کہ اکثر وبای عام یا طوفان عام یا قتال کثیر مین بہت سی ابدان ہلاک ہو جاتے ہین کہ
کہ اسقدر ابدان مدت کثیر تک حادث نہین ہوتے ہین اور اعتراض کیا گیا ہی اس
دلیل کی نسبت اسطرح کہ یہ ضرور نہین ہی کہ جو نفوس جدا ہوے ہین ابدان سے
وہ فوراً ابدان سے متعلق ہون پس اگر تعداد ابدان حادثہ کی ابدان ہالکہ سے کم ہو
تو اسمین کوئی مضائقہ نہین ہی مگر جواب اسکا یہ ہی کہ یہ دلیل بمقابلۂ اُن اہل تناسخ کی
اصول مسلمہ کے قائم کیگئی ہی جو تعطل نفس کو ایک لمحہ بھی جائز نہین سمجھتی اور اُنکی
قول کے بموجب فوراً متعلق ہونا اون نفوس کا ابدان سے ضرور ہی پس اُنکے مقابلہ مین
دلیل ضرور تمام ہی اور بعض معاصرین نے اس دلیل کی نسبت یہہ اعتراض بھی نقل
کیا ہی کہ ہم نہین تسلیم کرتے ہین کہ نہین تعطل طبیعت مین مگر اسکا بھی جواب یہی ہی کہ یہہ
اصول مسلمۂ اہل تناسخ مین سے ہی پس اُنکے مقابلہ مین دلیل ضرور تمام ہی اور یہہ

بہی اعتراض نقل کیا ہی کہ اگر مقدمہ مذکورہ کو تسلیم بہی کرین تو ہم کہین گے کہ تعطل
لازم نہین آتا ہی کیونکہ ابتہاج ساتھ کمال کے یا قائم ساتھ جہل کے بہی ایک شغل ہے
مگر اسکا جواب بہی یہی ہی کہ وہ اہل تناسخ اس شغل کو نفس کے رفع تعطل کے لیے کافی
نہین سمجہتی ہین اور اسوجہ سی ہر نفس کے فوراً بدن آخر سے متعلق ہونے کو واجب
سمجہتے ہین پس اُنکے مقابلہ مین دلیل ضرور تمام ہی اور یہ بہی اعتراض نقل کیا ہی کہ ہم
نہین تسلیم کرتے ہین کہ فاسدات کبہی حادثات سی زائد ہوتے ہین اور حصول ایسے
وبای عام یا طوفان کلی کا کہ جسمین ہلاک ہو ہر نوعی نفس یہانتک کہ لازم آوے
زیادت فاسدات کی کائنات پر غیر معلوم الوقوع ہی اسواسطیکہ وبای عام جو جمیع اصناف
حیوانات کے لیے اور جو شامل ہو تمام نواحی کو اسطرح کہ نہ باقی رہی کوئی حیوان اصلا
غیر متیقن ہے بلکہ متیقن نہین ہی مگر وجود وبا کا بیچ بعض نواحی کے اور اسیطرح کلام ہی
درباب طوفان کے اسواسطی کہ نہین لازم آتا ہی اُس سے بہی کہ ہون فاسد انسان سی
اکثر حیوان سے واسطے ضروری ہونے اس امر کے کہ عدد حیوانات متولدہ کی تغور
بحور مین اور شقوق حجور مین اور اعداد بیشہ کے جو حادث ہوتے ہین طوفان کلی مین
اُنکا احاطہ شئی غیر ممکن ہی پس ممکن ہی کہ یہ کہا جائی کہ نفوس ہالکین طوفان کلی کے متعلق
ہوتے ہین امثال ان حادثات سی مگر جواب اسکا یہ ممکن ہی کہ یہ دلیل بمقابلہ اون
اہل تناسخ کے قایم کی گئی ہی کہ جو اسکے قائل ہین کہ نفوس انسانی کا تعلق سوای انسانکی
ممکن نہین ہی اور اس صورت مین طوفان نوح علیہ السلام کے بعد مدت تک عدد
حادثات کا کم رہنا فاسدات سی اور اسیطرح اور بہت سی قتالہای عام کی تواریخی حالات
ہین اور نیز جزوی وبائون کے حالات مین اسوجہ سے تسلیم کرنا زیادت فاسدات کا
حادثات سے ضرور واجب التسلیم ہوگا کہ دنیا کے حالات حدوث حادثات کے
قریب قریب ایک حد تک بموجب شہادت تاریخ و اخبارات دنیا کے دریافت

ہوتے ہین اور مثل ان اتفاقات کثرت فاسدات کے کبھی اتفاقی کثرت حادثات کی ظہور مین نہین آتی ہی فتامل پس یہی دلائل کتب سابقین مین درباب ابطال تناسخ مذکور ہین اور بظاہر دلیل دوم ان دلائل مین سے عمدہ دلیل ہی مگر جو بحثین قبل ازین مذکور ہوی ہین انسے یہ معلوم ہوسکتا ہی کہ یہ دلائل خاص موجب اصول مسلمہ اہل تناسخ تمام ہوتی ہین اور عام طور پر انمین ضرور محل بحث کا درحقیقت باقی رہتا ہی تو انکی قوت ضرور اسیقدر ہی کہ مسکت اہل انصاف ہوسکتی ہی مگر ہر شخص کی مسکت نہین ہوسکتی ہین مسلک دوم ان دلائل ابطال تناسخ کے بیان مین جنکو بعض متاخرین متکلمین نے ذکر کیا ہی مگر قبل ذکر دلائل مذکورہ دو امر ان کو تمہیدا ذکر کرنا اس مقام پر مین مناسب جانتا ہون اول یہہ کہ واضح رہے کہ صاحب تحفۂ اثنا عشریہ نے عقیدۂ ابطال تناسخ کو بھی اپنی کتاب مین بطور عقائد اہلسنت کے ذکر کرکے یہ لکھا ہی کہ بعض فرق شیعہ تناسخ کے قائل ہین مگر یہ قول انکا اول تو بلا دلیل لائق تسلیم نہین ہی اور علاوہ ازین جب یہ کتاب انہون نے خاص بمقابلۂ شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کے تصنیف کی ہی اور یہہ شیعہ امامیہ اثنا عشریہ سب بالاتفاق ابطال تناسخ کے قائل ہین تو اب اس عقیدہ کو انکے الزام کے لیئے ذکر کرنا صریح نادرست ہی دوسری یہہ کہ صاحب تحفہ کے کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ بعض اہل تناسخ اسکے قائل ہین کہ ارواح منتقل ہوتے ہین ایک بدن سے طرف دوسرے بدن کے اور معاد عبارت ایسی انتقال سی ہی پس ارواح کاملہ بعقائد حقہ وطاعات منتقل ہوتے ہین طرف بدن ایسی شخص کے کہ صاحب ثروت ونعمت ہی اور صاحب عافیت وصحت مزاج ہی مانند سلطان و امیر کے اور یہی معنی ہین جنت کے اور ارواح ناقصہ منتقل ہوتے ہین طرف بدن ایسے شخص کے کہ جو صاحب فقر ومرض اور مبتلای غموم واحزان ہو اور کبھی نازل ہوئے

مسلک دوم در بیان دلائل ابطال تناسخ جنکو بعض متاخرین

ہین طرف ابدان ایسی حیوانات کے کہ مناسب اُنکے ہون او صاف مین مثل چیونٹی کے واسطے حریص کے اور شیر و پلنگ واسطی شجاع و متکبر کے اور خرگوش اور مانند اُسکے کے واسطے جبان کے اور روباہ کیواسطی مکار و غدار کے اور بندر کیواسطی مسخرہ کے اور خرس کیواسطی چور کے اور طاؤس کے واسطے خودار او معجب کی اور اس عقیدہ کے ابطال پر جو دلائل صاحب تحفہ نے ذکر کیے ہین اونمین سی اول

دلیل اول یہ ہے کہ اسطرح تناسخ کا بغرض جزای اعمال کے ہونا اسوجہ سی باطل ہے کہ حالت مین جزا پانی کے تکلیف محال ہی اور بدون تکلیف سابق کے جزا محال ہے اور یہ دونو محال اس صورت مین لازم آتے ہین بیان ملازمہ کا یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے مثلاً اعمال نیک یا بد کیئے تو بعد ازان اگر روح اوسکی بعد موت کی دوسرے انسان کی بدن کیطرف منتقل ہو تو اس صورت مین وہ مکلف بھی ہے اور مجزی بھی ہے کیونکہ افراد انسانی غیر مکلف اور مہمل رہی یہ ممکن نہین ہے اور اگر بدن مین کسیے غیر مکلف کے مثل لڑکے یا مجنون یا کسی حیوان کے بدنمین منتقل ہو تو ضرور بعد موت اس بدن کے منتقل ہوگی طرف بدن کسی دوسرے انسان کے جو مکلف ہو یا غیر مکلف ہو یا طرف بدن کسی حیوان کے اور اس صورت مین اُسکو ضرور تنعم و تالم پیش آئیگا پس اس حالتمین وہ مجزی ہوگا حالانکہ اُسکو پہلی تکلیف نہین ہوئی تھی اور اگر یہہ تنعم و تالم اتفاقی ہو اور مقابلہ مین اعمال کے نہو تو طریق جزا نرہا کیونکہ جزا واسطی عبرت اور تنبیہ کی ہے اور جبکہ بھگتا ہون کو وہی امر پیش آیا جو گناہگارون کو پیش آیا تو عبرت کیونکر حاصل ہوتی ہے اور یہہ حال بھی مثل دار العمل مختلط او ملتبس ہوگیا اور اسیطرح جبکہ جو کچھ مطیع کو حاصل ہوا وہی غیر مطیع کو حاصل ہوا تو تعظیم و اکرام مطیع کے لیے حاصل نہین ہوے مگر اس دلیل کی نسبت یہ اعتراض ممکن ہے کہ اول تو اہل تناسخ جو اسکے قائل ہین کہ بدن لاحق مین بدن سابق کی جزا ملتی ہے وہ اسکی ساتھہ

اسکے بہی نظائر قائل ہین کہ اُسکو بدن لاحق مین ضرور تکلیف ہوتی ہی تاکہ بدن
مابعد مین اُسکو جزا دیجای پس بموجب اُنکے خیال کے ہر بدن روح کے لیئے
بہ نسبت بدن سابق کے دار جزا ہے اور بہ نسبت بدن آیندہ کے دار تکلیف ہی
تو وہ ضرور یہہ کہہ سکتی ہین کہ ممکن ہی کہ ایک ہی حالتمین آدمی کو جزا بہی دیجائی
اور اُسکو تکلیف بہی ہو اور اسمین کچہ استحالہ نہین ہی مثلاً بموجب اصول مذہب
حق کے بعض اعمال ایسی ہین کہ اونکا عوض بہی دنیا مین ملجاتا ہی تو یہہ دنیا اسطرح
دار جزا بہی ہی اور دار تکلیف بہی ہی اور اسمین جب بموجب اصول مذہب حق
کوئی استحالہ نہین ہی تو بموجب اصول اہل تناسخ کے کب کوئی استحالہ لائق تسلیم ہی
دوسری یہ کہ جب یہ تسلیم کیا گیا ہی اُس صورت مین جو فرض کی گئی ہے کہ
آدمی نے اعمال حسنہ یا اعمال قبیحہ کیے ہین اور یہ ضرور ہی کہ بدن موافق اعمال کے
ملین تو در صورت اعمال حسنہ اہل تناسخ ضرور یہ کہہ سکتی ہین کہ ممکن نہین ہی کہ روح
طرف بدن کے مکلف یا حیوان کے منتقل ہو کیونکہ ان سب حالات مین بی شعوری
ایک حد تک مانع ہوگی اور اک قسم مین اور وہ حالت ضرور ایک نقصان کی حالت
اور ایک قسم کی ایسی حالت ہی کہ بعوض اعمال حسنہ کے وہ عطا نہین ہو سکتی ہی باقی
در صورت اعمال ناقصہ البتہ بطور عذاب کے یہہ امر ممکن ہی کیونکہ انسان کامل کی روح کا
ایسی ناقص حالتمین عود کرنا ضرور ایک حد تک اُسکو عذاب ہی پس اس صورت
مین بعد ازان ضرور وہ بدن انسان مکلف مین منتقل ہوگی اور جزا جو اُسکی ہوگی
وہ بعوض اون آلام کے ہوگی جو اُس حالت عدم تکلیف مین اُسکے پہونچی تھی اور
اسطرح استحالہ اس امر کا لائق تسلیم نہین ہی کہ جزا بلا سبقت تکلیف ہوئے کیونکہ جزا
دو طور پر ہوتی ہی ایک بوجہ اعمال کے جنکی تکلیف ہوئی ہو دوسرے بعوض آلام
کے جو حالت تکلیف یا عدم تکلیف مین تاثیرات قدرتی وغیرہ سے آدمی یا حیوان کو

پہونچین اور جبکہ یہہ مسلم ہی کل اہل اسلام کا کہ حیوانات غیر مکلف کو بہی عوض انکے آلام کا حشر مین ملیگا اور اسی وجہ سے وحوش محشور ہونگے تو بلا تکلیف کے جزا کا ہونا ہر طرح واجب التسلیم ہی پس اسکا محال ہونا کیونکر تسلیم ہو سکتا ہی علاوہ ازین صبیان و مجانین وحیوانات کا غیر مکلف ہوتا ہی درحقیقت اس معنی سے ہی کہ اُسکو تکلیف شرعی مثل اُنکے نہین ہی کہ جو عقول کافیہ یا کاملہ رکہتے ہین ورنہ حالات واقعی اور بعض احادیث اور آیات کی جانب رجوع کرنیکے بعد یہہ ضرور لائق تسلیم ہی کہ ان سبکو بہی ایک قسم کی تکلیف طبعی یا عقلی ہوتی ہی پس خلو جزا کا تکلیف سی اسوجہ سی بہی لازم نہ آئیگا اور اگر یہ تسلیم بہی تو خلو جزا کا درحقیقت تکلیف اصطلاحی سے لازم آئیگا نہ مطلق تکلیف سے جو دوسرا اصل صحیح مطلق جزا ہی تیسرے یہہ کہ جب یہہ ثابت ہوا ہی کہ جو امور پیش آئے ہین وہ بسبب حالات بدن سابق کے بدن لاحق مین پیش آتے ہین تو طریقہ جزا ضرور طریق جزا باقی رہا ہی اور اس صورت مین جبکہ ہمیشہ مطیع اور عاصی مین فرق ضرور ہوتا ہی تو ذریعہ عبرت کا ضرور باقی ہی چوتھی یہہ کہ اصل مقصود اہل تناسخ کے اصول کے بموجب تکمیل نفس دافع تعطل نفس ہی اور یہہ جزا جو دیجاتی ہی وہ بہی اُسکے ساتھ ایک حد تک ضمنا مقصود ہوتی ہی تو ممکن ہے کہ حالت تکلیف مین بغرض تکمیل جو اصل مقصود ہی ایسی جزا جو درجہ ثانی مین مقصود ہے بجا لائے

دوسری دلیل یہ ہی کہ اگر مومنین صالحین بلکہ انبیا و ائمہ کو ابدان فاسقین متنعمین مین مثل سلاطین و امرا کے تناسخ ہو تو لازم آئیگا کہ ارواح اس گروہ کی بعد موت ثانی کے معذب ہون اور سعادت سی شقاوت کی طرف رجوع کرین اور باوجود استحقاق تعظیم و تکریم کے مستحق اہانت و تذلیل کے ہون اور اگر ابدان متنعمین صلحا اور انبیا مین انکا تناسخ ہو تو لازم آئیگا کہ انبیا اور صلحا ہر عصر کے کمتر عصر سابق سے نہون بلکہ مساوی یا زائد ہون اور باانہمہ

دوسری دلیل

متنعم اور آسودہ ہوں اور یہ خلاف واقع ہی اور اسکی نسبت اول تو یہ اعتراض ممکن ہی کہ اہل تناسخ قائل ہین کہ جو نفوس درجہ کمال کو پہونچی ہین تو مفارقت کے بعد وہ مجرد رہتے ہین اور بطریق تناسخ کے وہ پھر کسی بدن سے متعلق نہین ہوتے ہین پس اب یہہ مقدمہ دلیل مذکورہ کا مسلم نہین ہی کہ تناسخ نفوس صالحین کاملین اور انبیا اور ائمہ کے لیے ممکن ہی مگر اس اعتراض کا یہہ جواب ممکن ہی کہ جب یہہ اہل تناسخ قائل ہین کہ جنت اسکا نام ہی کہ جو تنعم بذریعہ تعلق بدن ہو تو وہ ضرور ہی کہ تناسخ انبیا اور صلحا اور ایمہ کے لیے قائل ہون ورنہ یہہ لازم آئیگا کہ یہہ حضرت نعیم جنت سی محروم رہین اور یہہ ظاہر البطلان ہی مگر یہہ بحث اس جواب کی نسبت ممکن ہی کہ اہل تناسخ یہہ کہین کہ جنات مختلف ہین اور تعلق بدن جنت ادنی ہی اور اعلی علیین وہی جنت ہی جو بوجہ تجرد و کمال نفس کو حاصل ہوتی ہی دوسرا اعتراض یہ ہی کہ اگر تناسخ ایسی نفوس کاملہ کا ممکن ہو تو ضرور ہی کہ مناسب ابدان مین ہو یعنی ابدان متنعمین صالحین و انبیا و ایمہ مین انکا تناسخ ہو اور چونکہ یہ مسلم نہین ہی کہ فوراً سب کا تناسخ ہونا ضرور ہی تو ممکن ہی کہ مدت دراز مین یہہ تناسخ واقع ہو پس اب یہہ لازم آئیگا کہ ہر عصر کے انبیا و صلحا کو ضرور ہوگا کہ نسبت عصر سابق کے مساوی یا زائد ہون اور عجب نہین ہی کہ یہ اہل تناسخ اسکا التزام کرلین کہ بر وقت تناسخ کے صلحا اور انبیا اور ائمہ کو آسودہ ہونا ضرور ہی مگر اس اعتراض کا جواب اسطرح ممکن ہی کہ جب جنت سی محروم رہنا ایک مدت تک انبیا اور صلحا اور ایمہ کا ممکن نہین ہی تو انکا فوراً تناسخ ہونا ضرور ہی مگر اس جواب کی نسبت وہ بحث کر سکتی ہین کہ علاوہ اس جنت تعین بدن کے اور جنت بہی ہی جو جنت تجرد و کمال ہی اور یہہ بحث بموجب اس قول اہل تناسخ کے کہ نفوس کاملہ کو تناسخ نہین ہوتا زیادہ قوی ہے لیکن جب یہہ لوگ جنت کو بموجب نقل صاحب تحفہ کے صرف تعلق بدن مین منحصر

کہتے ہین تو اُنکے قول کے بموجب یہہ بحث ظاہرا نہایت نادرست ہی مگر ممکن ہی کہ وہ
یہہ کہین کہ مراد ہماری حصر جنت سی تنعم بدنی نہین ہی یہہ ہی کہ جنت ناقصین کے اس
تعلق بدن تنعم مین منحصر ہی مگر یہہ قول درحقیقت ضرور لائق غور و فکر ہی دوسرے
طور پر یہہ جواب بہی اعتراض مذکور کا ممکن ہی کہ جب جنت اعلی مین داخل ہوگے
جنت ناقص مین آنا خلاف شان ان حضرات کے ہی تو ضرور ہی کہ قبل دخول جنت
تجرد کے یہہ تناسخ فوراً واقع ہو مگر اسکی نسبت بہی یہہ بحث ممکن ہی منجانب اہل
تناسخ کے کہ جنت اعلی مین بہی چونکہ مختلف درجات ہین تو ممکن ہی کہ ایک دفعہ کے
تعلق بدن کی وجہ سی ایک درجہ وہ حاصل کرین اور ایک مدت تک اسمین رہکر
پھر بذریعہ تناسخ اس جنت ادنی مین جو تعلق بدن تنعم ہی اگر بذریعہ اعمال صالحہ مکرر
تکمیل کے ذریعہ سے استحقاق اور درجہ اعلی کا حاصل کرین مگر اس بحث کے لیے بہی مقالات
اہل تناسخ سے تائید صریح پائے نہین جاتی ہی تو اب یہہ لائق غور ہی کہ یہہ بحث اونکی
طرف سے ممکن ہی یا نہین ہی تیسرا جواب اعتراض مذکور کا یہ ممکن ہی کہ التزام اسکا
ممکن نہین ہی کہ انبیا اور ائمہ کو ہمیشہ تنعم ضروری ہی کیونکہ یہہ صریح خلاف واقع ہی
تو اسوجہ سے یہہ دلیل ضرور تمام ہو جاتی ہی مگر اسکی نسبت بہی یہ بحث ممکن ہی کہ ممکن
ہی کہ اہل تناسخ یہ کہین کہ درصورت تناسخ تنعم ضرور ہی اور جو تم واقع مین کبہی تنعم
صلحا و ائمہ و انبیا کے لیے مشاہدہ نہین کرتے ہو وہ صورت خلقت ابتدائی کی
ہوتی ہی نہ صورت تناسخ کی تیسرا اعتراض دلیل مذکور کی نسبت یہ بہی ممکن ہی کہ
اگر بالفرض تناسخ ایسی حضرات کا ابدان فاسقین متنعمین مین ممکن ہوتا ہم اول تو اس
وجہ سے کہ ممکن ہی کہ وہ اُن ابدان کی تاثیرات پر اگر تاثیر ابدان بمقابلہ تاثیر نفوس
مسلم بہی ہو غالب آکر اور زیادہ مظہر کمالات ہوکر زیادہ تر مراتب اعلے سعادت
کے حاصل کرین پس رجوع کرنا سعادت سی شقاوت کیطرف نہ لازم آئیگا مگر اس

صورت مین ضرور جای غور و فکر ہی دوسری اسوجہ سی یہ دلیل صحیح نہین ہی کہ بالفرض
اگر اس صورت مین تاثیر بدن خاص یا کوئی تاثیر خارجی اسکا باعث ہو کہ اس سے اعمال
ناقص صادر ہون تو جو نتیجہ توہین یا شقاوت کا معاذ اللہ عائد ہوگا وہ خود نتیجہ انکی
افعال کا ہوگا اور اہل تناسخ اسکا التزام کر سکتی ہین کہ جو نتیجہ ایسی صورت فرض
مین لازم آیا ہی اسمین کچھ مضائقہ نہین ہی مگر یہ تقریر اس اعتراض کے بہی لائق
تیسری دلیل یہ ہی کہ تعلق روح کا بدن سے ہر چند مقارن آسودگی
کے لیے ہو تاہم بعض آلام سی خالی نہین ہوتا ہی مثل بہوکہ اور مرض و امثال
انکے پس تعذیب معصومین اور ایمہ اور انبیا کی لازم آتی جو ظلم صریح ہی اسطرح تعلق
روحکا بدن سی ہر چند مقارن تالم سی ہو خالی ایک قسم کی راحت سی نہین ہوتا گو بعض اوقات
ہین پس صورت تنعم فراعنہ و جبابرہ کے حق مین لازم آئیگی مگر یہہ دلیل درحقیقت صحیح
نہین ہی اول اسواسطی کہ یہ صریح مخالف اصول مسلمہ اکثر منتطبعین تناسخ کے ہی اور اگر
یہہ دلیل صحیح ہو تو اس سی ابطال معاد جسمانی کا بہی ممکن ہوگا حالانکہ معظم اہل مذاہب
مختلفہ معاد جسمانی کے حقیت کا اعتقاد رکہتی ہین اور یہہ عقیدہ عمدہ عقاید صحیحہ سے ہی اسوسطیکہ
معاد جسمانی مین تعلق روحکا بدن سی ہوتا ہی اور انمین بہی ایک قسم کا تنعم یا تالم لازم ہی مگر یہ کہ یہہ
کہا جای کہ بحالت تعلق اخروی تنعیم یا تالم کا ہونا ضرور نہین ہی مگر فرق دونو حالتو مین مرتبہ ذات
اور لوازم ذات مین تسلیم کی صحیح تحکم ہی اور یہ ظاہر ہی کہ وجود بہونکہ اور خواہشونکا بحالت معاد جسمانی
اسوجہ سی تسلیم کرنا ضرور ہی کہ بدون انکے لذت نعماکی درحقیقت حاصل نہین ہوسکتی ہی اور
یہ مثبت تالم جزوی معاد ہی اور جو لذت علوم و ادراکات کی اور علی الخصوص لذت حیات
کی ہر وقت بحالت حیات در صورت عذاب ممکن ہی وہ ضرور مثبت تنعم جزوی معاد ہی علاوہ
ازین اگر یہہ دلیل صحیح ہو تو خلقت انبیا و ایمہ مین بحالت حیات دنیاوی جو اسباب تالم ہوتا ہی
وہ تعذیب اور خلقت فراعنہ و جبابرہ مین جو انکی لیے تنعم ہوتا ہی وہ انکے حق مین

تنعم متصور ہو ایسی خلقت سی جائز نہین ہوگی اور کمال عجب کا مقام ہی کہ اس دلیل کو
صاحب تحفہ نے ذکر کیا ہی جو بڑے عالیمرتبہ متکلم ہین دوسرے اسواسطیکہ صورت
اول مین تعذیب مطیعین کی اسوجہ سے لازم نہین آتی ہی کہ بمقابلہ تنعم ولطف حیات کے
وہ آلام درحقیقت لایق التفات نہین ہوسکتی ہین اور نہ وہ حد تعذیب تک پہونچتی
ہین اسیوجہ سی ایسی متنعمین کو باوجود آلام نہ وہ خود نہ دیگر اشخاص کبھی حالت عذاب
مین خیال کرتے ہین تیسرے یہ کہ جب اصل غرض تکمیل نفس ہی تو ایسی مطلب اہم
کے لیے ایسے جزوی آلام ومصائب کا ہونا جو لوازم دار تکلیف سی ہین بہرحال
جائز اور درست ہی چوتھے یہ کہ صورت ثانی مین بھی یہ ظاہر ہی کہ وہ راحت
بمقابلہ تکالیف ومصائب کے درحقیقت لائق التفات نہین ہوتی ہی اور اسیوجہ
سی ہر شخص جو انکو دیکھتا ہی وہ مبتلای بلایا وعذاب ومصائب تسلیم کرتا ہی پس راحت
بالضرورت حد تنعم تک نہین پہونچتی ہی پس صورت تنعم فراعنہ وجبابرہ کی کسیطرح
لازم نہین آئیگی علاوہ ازین جبکہ حالت حیات سابقہ مین اونسے ضرور کسیقدر
امور خیر کا بھی صدور لائق تسلیم ہی اور کچھ تکالیف انکو لائق معاوضہ پہونچنا بھی
ممکن ہی تو حاصل ہونا ایسی راحت کا بعوض اون اعمال خیر کے اور بعض اون آلام
کے انکے حق مین ضرور تقاضای کمال عدل متصور ہی اور علاوہ ازین جب اصل مقصد
تکمیل نفس کے لیے توقع کامل دنیا یا اتمام حجت ہی تو اسکی ضمن مین اگر ایسی راحت جزوی ضرور یہ
انکو پہونچائیگی تو یہ امر زیادہ تر موجب اتمام حجت بھی تسلیم ہوسکتا ہی جب یہہ امر
علی العموم آیات واحادیث سی مستنبط ہوتا ہی کہ اسی غرض سے کفار کو مہلت دیجاتی ہی
کہ انکو اکثر نعمای دنیا کا توسع بھی عطا ہوتا ہی **چوتھی دلیل** یہ ہی کہ اگر ابدان
غیر متناہی ہون تو قدم نوع انسان کا لازم آئیگا بلکہ ہر زمانہ مین کم ہونا ابدان انسانیہ کا
بنسبت اس زمانہ کے جو سابق اس سے ہوگا محال ہوگا اور اگر ابدان کسی حد تک منتہی

چوتھی دلیل

ہوون تو لازم آئیگا خلو مکلف کا مجازات سی در صورت انقطاع لاحق یعنے مابعد سے
اور خلو جزا کا تکلیف سی در صورت انقطاع سابق کے اور دونو امر لازم آئینگی در صورت
دونون انقطاعون سابق و لاحق کے مگر اس دلیل پر اول یہہ اعتراض صحیح وارد
ہوتا ہی کہ اہل تناسخ بظاہر قدم نوع انسانی کے قائل ہین اور وہ اسکو تسلیم کر لینگے
اور کوئی دلیل قوی اسکے بطلان پر مذکور نہین ہوئی مگر یہہ اعتراض درحقیقت درست
نہین ہی کیونکہ قدم نوع انسانی کا فی الواقع باطل ہی اور اپنی مقام پر بخوبی ثابت کیا گیا ہی
کہ ہر ممکن حادث ہی پس نوع انسانی جو ممکن ہی وہ حادث ہی اور قدیم نہین ہی پس تنا ہی
ابدان انسان کی ضرور واجب التسلیم ہی دوسرا اعتراض اس دلیل کی نسبت یہہ ہی
کہ جب فوراً ضروری ہوتا تناسخ کا واجب نہین ہی جیسا کہ قبل ازین مذکور ہوا تو کم ہونا
ابدان عصر مابعد کا بمقابلہ سابق کے ضرور ممکن ہی تیسرا اعتراض اس دلیل کی نسبت یہ ہی کہ
انقطاع سابق کی صورت مین وہ یہہ تسلیم کر لینگی کہ اول امر مین جو کچھ ظہور مین آیا وہ خاص
بغرض تکمیل اور بنظر استعدادات خاصہ ابدان یا نفوس کے از راہ فیض ظہور مین آیا اور
کوئی امر درحقیقت بطور جزا کے وقوع مین نہین آیا ہی اور یہہ ظاہر ہی کہ کوئی اعمال
سابقہ موجود نہ تھی تو جزا کسکی دیجاتی پس خلو جزا کا تکلیف سی جو لازم آیا ہی اسمین کوئی
مضائقہ نہین ہی اور اگر یہہ کہا جائیگا کہ اس صورت مین فرق حالت ابتدائی اور حال
مابعد مین لازم آتا ہی اور ایک صورت مین وہی امور بطور اتفاقی ہوتے ہین تو دوسری
صورت مین وہی امور بطور جزا کیونکر ہو سکتی ہین اول تو یہہ جواب اسکا ممکن ہوگا کہ حالات
خلق ابتدائی اور حالات خلق مابعد مین اکثر فرق ہوتا ہی مثلاً اول خلق انسانی عناصر سے
ہوئی تہی اور توالد و تناسل کے ذریعہ سی نہین ہوئی تہی مگر بعد ازان خلقت انسانی کا
سلسلہ توالد و تناسل پر منحصر ہی اور یہہ بہی اکثر ہوتا ہی کہ کچھ امور ایک وقت مین بطور
جزا ہوتے ہین مگر وہی امور دوسری حالت مین بطور جزا نہین ہوتے مثلاً بہت سے

آیات و احادیث سی ثابت ہوتا ہی کہ بعض اعمال کی وجہ سی آدمی کو برکات دنیا حاصل ہوتے ہین اور بعض اعمال کی وجہ سی مصیبت اور فقر اور بلا مین آدمی مبتلا ہوتا ہی اور باانیہمہ یہہ بہی واجب التسلیم ہی کہ عموماً برکات دنیا بتاثیرات فیوض ایزدی اور اسیطرح مصائب و بلا یا بمقتضای تاثیرات حکیمانہ قدرتی ظہور مین آتے ہین اور یہہ ظاہر ہی کہ صورت اول مین جو امور پیش آتے ہین بطور جزاے اعمال ہین اور صورت ثانی مین بطور جزای اعمال نہین ہین پس ایسی فرق کے ہونے مین استبعاد بیجا ہی اور صاحب تحفہ نے خود جواب اعتراض مذکور کا یون دیا ہی کہ اگر اہل تناسخ کہینگے کہ ابتدائی تنعم و تالم اتفاقی تہا نہ بطور جزا کے تو ہم کہینگے کہ اس صورت مین حق مین طبقات متاخرہ کے ظلم ہوگا کہ ابتدائی تنعم سے محروم رہین ہین اور حق مین طبقات اولی کے بہی ظلم ہوگا جبکہ بلا گناہ بتلای آلام ہوی ہین مگر یہہ جواب محض بلا غور دیا گیا ہی کیونکہ اول تو یہہ خیال نہین کیا گیا کہ بموجب خیالات اصحاب تناسخ کے طبقات متاخرہ اور طبقات اولی مین سب وہی نفوس ہین جو وقتاً فوقتاً ابدان مین منتقل ہوتے رہتی ہین پس وہ تنعم ابتدائی سے ضرور کامیاب ہوتے ہین اور اُس سے محروم نہین رہتے دوسرے یہہ کہ وہ آلام جو ابتدا طبقات اولی مین پہونچی گویا بلا صدور گناہ پہونچی تہے مگر انکی وجہ سے ظلم لازم نہین آتا جبکہ عوض بطور جزا طبقات مابعد دیدیا جاتا ہی اور مثال صحیح اسکی یہہ ہی کہ خود اصول مسلم مبطلین تناسخ کے بموجب خوالام و مشقتین حالت تکلیف مین پیش آتے ہین وہ خاص اسوجہ سے ظلم متصور نہین ہین کہ انکی آیندہ جزا دیجاتی **چوتہا** اعتراض دلیل نسبت یہہ ہی کہ انقطاع لاحق کیصورت مین خلو تکلیف کا جزا اسی اسوجہ سے لازم نہین آتا ہی کہ اس صورت مین ممکن ہی کہ جزا معاد مین دیجای اور اس اعتراض کیطرف خود صاحب تحفہ نے بہی توجہ کی ہے مگر اُسکے جواب مین یہہ کہا ہی کہ اس صورت مین ہم کہین گی کہ جزای اعمال سابقہ اعمال

بدن آخر سے منقطع ہوگئی تو جزای اعمال واقعہ بدن اخیر کے کیون ابدی اور دائمی
ہوگی اگر اول مقتضای عدل ہو تو ثانی ظلم ہوگا اور اگر ثانی مقتضای ملال ہو تو
اول جزاے ناقص اور ناکافی قرار پائیگی مگر اہل تناسخ اسکی نسبت یہ گفتگو کر سکتی ہین
کہ اول بھی نہایت مقتضای عدل ہوگا اور اول ابدان سالفہ کے ابدان لاحقہ مین
صرف جزوی جزا دینا مقصود تہا اور اسیوجہ سی وہ جزا جو بدن آخر کے ساتھ منقطع
ہوگئی ضرور کامل اور کافی جزا تہی اور ثانی بھی کمال مقتضی عدل ہو جبکہ وہ جزای کلی ہو
اور بقایای جزای اعمال ابدان سابقہ اور نیز جزاے کلی تمامی اعمال بدن اخیر سے متضمن ہو
اور جبکہ بعد امتحان کامل اور بعد اتمام کامل حجت کے دائمی اور ابدی طور پر دی گئی ہو
تو اُسکے مقتضای کمال عدل ہونیمین کوئی مقام شبہہ کا نہین ہو سکتا ہو یہانتک
تو دلائل وہ مذکور ہوے ہین جو صاحب تحفہ نے قایم کیے ہین اور اُنکے ساتھ وہ
بحثین ضروری بھی مذکور ہوئی ہین جو اُنکے متعلق تہین اور یہ ظاہر ہے کہ ان دلائل
مین بہت کم قوت ہو اور علاوہ ازین اب مین اون دلائل کو حل کرنا ضرور جانتا ہون
جو بعض معاصرین نے ضمیمہ ہدیہ سعدیہ مین بطور دلائل خاصہ ذکر کیے ہین اور اُنمین سے

اول دلیل

اول دلیل یہ ہو کہ نفس انسانی مجرد ہے مادہ سے اگرچہ بدن سی متعلق تدبیر و تصرف
متعلق ہو پس اگر بعد مفارقت بدن اور قطع تعلق بدن کے نفس حیوانی ہو جای یعنی
کسی حیوان سی متعلق ہو جائے تو لازم آیگا کہ ہو جای وہ مادی غیر مجرد بعد فساد بدن
کے اور ہو جانا جوہر مجرد کا مادی بسبب فساد بدن کے محال ہو اور یہ ظاہر ہو کہ یہہ دلیل
بموجب قول مشہور حکما کی تمام ہے مگر اس کی نسبت اول تو یہ بحث ممکن ہو کہ اول تو نفس
ناطقہ انسانی کا مجرد ہونا لائق تسلیم نہین ہو اور کوئی دلیل قطعی اس باب مین موجود
نہین ہو دوسرے یہ کہ نفس حیوانی کا مادی ہونا بھی واجب التسلیم نہین ہو کیونکہ اسی
کتاب مین انہین بعض معاصرین نے ایک قول شیخ الرئیس کا نقل کیا ہو جس سی یہہ

مفہوم ہوتا ہی کہ شیخ نے خود یہہ خیال کیا ہی کہ وجوہ اسکے ہین کہ یہہ تسلیم کیا جاے
کہ نفس حیوانی بہی ایک جوہر غیر مادی ہی اور علاوہ ازین اکثر متاخرین نے
تصریح اسکی کی ہی کہ سواے مجرد کے کوی مدرک نہین ہو سکتا ہی پس اون
لوگون کے قول کے بموجب تو نفس حیوانی کا بہی مجرد ہونا ضرور ہی **دوسری**
دلیل یہہ ہی کہ حیوان صامت کے لیے نفس مجرد نہین ہی بلکہ نفس منطبعہ ہی پس محال ہی
کہ منتقل ہو ایک بدن سی طرف دوسرے بدن کے کیونکہ وہ اشیای منطبعہ سی
ہی اور جو شی کسی سی منطبع ہوتی ہی وہ منتقل نہین ہوتی ہی اُس سے طرف دوسرے
شی کے مگر یہہ دلیل بہی بموجب قول مشہور کے تمام ہے ہی جو درباب مادی اور
منطبع ہونے نفوس حیوانیہ کے ہی مگر بموجب دیگر اقوال مذکورہ بالا اور نیز بموجب
اُس تحقیق کے جو حواشی منہج الاصول مین درج ہوا اور جس کے بموجب نفس
حیوانی گو مادی ہی مگر از قسم منطبعات بہی نہین ہی بلکہ ایک قسم کا جسم لطیف ہے
جو ساری ہی تمامی بدن حیوانی مین یہہ دلیل تمام نہین ہوتی ہی کیونکہ یہہ اعتراض
اسکی نسبت ممکن ہی کہ ہم تسلیم نہین کرتے کہ نفوس حیوانی مادی اور نفوس منطبعہ مین

مسلک سوم بیان مین اون دلائل کے جو راقم رسالہ ہذا کے نتائج افکار قاصرہ
سے ہین اور جسمین ضرور ایک حد تک فائدہ توسیع نظر کی امید ہی گو انکی قوت زیادہ
تر لائق تسلیم بہی نہو اور انہین سے **اول دلیل** یہ ہی کہ تعلق نفس کا بدن سی یہہ ظاہر ہی
کہ بغرض تکمیل نفس کے ہی پس اگر بدن اول تکمیل کے لیے کافی نہو تو تعلق اُس سی عبث
ہوگا اور اگر وہ کافی ہو تو پہر بدن آخر سے تعلق عبث ہوگا اور اس دلیل کے
نسبت اول یہہ اعتراض ممکن ہی کہ ممکن ہی کہ ہر بدن مین جزوی تکمیل ضرور اور مقصود
ہو مگر جواب اسکا یہہ ظاہر ہی کہ بنظر کمال قدرت اللہ تعالی کے جب ایک بدن مین
تکمیل کلی ممکن ہی تو تکمیل جزوی ضرور عبث ہی دوسرا اعتراض یہ ہی اس دلیل کی نسبت

دوسری دلیل

دلیل اول

ممکن ہی کہ ممکن ہو کہ تکمیل نفس کے ساتھ یہہ بہی مقصود ہو کہ بذریعہ مکرر تعلق نفس بدن کے
ایک قسم کی قدرت کاملہ کا اظہار کیا جاوی یا آنکہ زیادہ تر موقع تکمیل کا دیا جاوی اور
زیادہ تر حجت تمام کیجاوی مگر جواب اسکا یہہ ظاہر ہی کہ ہر نفس کو جداگانہ بدن عطا ہونا
بموجب کمال اظہار قدرت مقصود ہی اور ایک ہی دفعہ تکمیل کلی کا موقع دینا زیادہ تر تکمیل کا
موقع دینا ہی اور جب مکرر خلق مین جیسا موقع تکمیل کا ہی ویسا ہی خوف نقصان بہی کا
ہی تو اسمین زیادہ موقع تکمیل کا یقینی طور پر نہین ملسکتا ہی اور نہ اس صورت مین زیادہ
اتمام حجت ہوسکتا ہی کیونکہ نقصان مابعد مین یہہ عذر کا محل ہوگا کہ یہہ نقصان خاص
بوجہ اس تعلق جدید کے وقوع مین آیا ہی

دوسری دلیل

دوسری دلیل یہہ ہی کہ تعلق نفس کا ایسے بدن
سی جو ذریعہ کافی اسکی تکمیل کامل کا ہوسکی ضرور راجح ہی بمقابلہ اسکی تعلق کے ایسی بدن سی
جو ذریعہ کافی اسکی تکمیل کامل کا نہوسکی تو اب حکیم مطلق کیجانب سی ضرور ہی کہ اسکو ابتداءً
ایسا بدن عطا فرمایا جاوی جو ذریعہ کافی اسکی تکمیل کلی کا ہوسکی تاکہ ترجیح مرجوح لازم نآوی
اور اس دلیل کی نسبت اول تو یہہ اعتراض ممکن ہی کہ ممکن ہی کہ بوجہ استعداد نفوس
کے تکمیل ایک بدن مین ناممکن ہو اور ضرورت تعلق ابدان متعددہ کی ہو مگر جواب اسکا
یہہ ظاہر ہی کہ بنظر کمال قدرت صانع حکیم کے یہہ امر ضرور واجب التسلیم ہی کہ ایک بدن جو
اسکی تکمیل کے لیے کافی ہو اسکو اسطرح عطا ہو کہ ضرورت تکمیل آئندہ کے تعلق
بدن آخر نہو دوسرا اعتراض یہہ ہی کہ ممکن ہی کہ باوجود عطای بدن کافی کے بہی تکمیل
بوجہ اسباب خارجیہ ممکن نہو گو ضرورت تعلق بدن آخر کی ہو مگر جواب اسکا یہہ ممکن ہی
کہ اگر بدن اخیر مین تکمیل قطعی و یقینی ہوی تو اسکا عطا ہونا ابتداءً ضرور تہا اور اگر قطعی
و یقینی نہوگی اور پہر اسباب خارجیہ کے مانع تکمیل ہونیکا خوف ہوگا تو اس بدن اخیر سی
تعلق درحقیقت عبث ہوجائیگا مگر استحکام مین زیادہ غور کی ضرورت ہی

تیسری دلیل

تیسری دلیل
یہہ ہی کہ یہہ امر مسلم سب کا ہی کہ ایک بدن واسطی تکمیل ہر نفس کے ابتداءً یا انتہاءً کافی

[1] کیونکہ اگر ہوا کی ذات کی تتمہ کی صورت مین یہہ دلیل درحقیقت طرف دلیل اول کی رجوع کرجاتی ہی اور کوئی دلیل جداگانہ نہین رہتی ہی ۱۲ منہ عفی عنہ

ہوسکتا ہی پس تعلق ابدان متعدد ہ سی تعلق صریحا عبث ہی مگر اسکی نسبت بہی یہہ
اعتراض ممکن ہی کہ تسلیم نہین ہی کہ ایک بدن تکمیل نفس کے لیے کافی ہوسکتا ہی مگر اسکا
جواب یہہ ہی کہ بنظر کمال قدرت صانع حکیم یہہ امر ضرور واجب التسلیم ہی کہ ایک بدن
واسطی تکمیل نفس کے کافی ہوسکتا ہی اور اگر ایسا نہو تو پہر بذریعہ تناسخ متعدد ابدان
کے صورت مین بہی آخر تکمیل ممکن نہو کہ درحقیقت تناسخ کا ہونا بہی بیکار متصور ہوگا مگر
یہہ مقام درحقیقت لائق غور ہی چوتھی دلیل یہ ہی کہ ہر بدن کے لیے جداگانہ نفس کا
عطا ہونا جبکہ بموجب کمال اظہار قدرت و کمال فیض متصور ہی بمقابلہ اسکی کہ متعدد
ابدان کو ایک نفس بہی عطا ہو ضرور راجح ہی اور بوجہ استحالہ ترجیح مرجوح کے حکم سے
ہر بدن کو جداگانہ نفس عطا ہونا ضرور ہی مگر اس کی نسبت بہی یہہ اعتراض ممکن ہے
کہ ممکن ہی کہ بغرض تکمیل نفس کے ضرورت تعلق نفس کے ابدان متعددہ سی ہو اور اس وجہ
سی یہہ امر راجح ہو مگر بوجہ کمال قدرت صانع کے یہہ ضرور واجب التسلیم ہی کہ
اسکی درحقیقت کوئی ضرورت نہین ہی پانچوین دلیل یہہ ہی کہ نفس مین جو لیاقت
کمال کی ہی اسکے لیے کافی بدن واسطی تحصیل کے اسکو نہ عطا ہونا اس نفس کے
حق مین ایک فساد متصور ہی جسکا وقوع حکیم سے ممکن نہین ہی پس مناسب کمال اسکو
بدن ملنا ضرور ہی اور جب وہ ملچکا تو اگر دوسرا بدن باعث کمال ہو باوجود اسکی کہ
کمال حاصل ہوچکا ہو تو تحصیل حاصل لازم آئیگی اور اگر باوجود عطای بدن اول
کے جو کافی ہو اسکی کمال کے لیے کمال اسکو حاصل ہو تو وہ بدن تحصیل کمال کے
لئی کافی نہوگا حالانکہ وہ تحصیل کمال کے لیے کافی فرض کیا گیا تہا پس یہہ خلاف مفروض
لازم آئیگا اور اگر بدن ثانی باعث کمال نہو تو اسکا عطا ہونا نفس کو یا آنکہ عبث یا
فساد حق مین نفس کے لیے متصور ہوگا اور اسکا وقوع قول حکیم سی محال ہی اور اسکی نسبت
اول تو یہ بحث ممکن ہی کہ جائز ہی کہ ایسا بدن جو تنہا تحصیل کمال کے لیے کافی ہونا ممکن ہو

مگر اسکا جواب وہی ہی کہ بنظر کمال قدرت صانع الہی بدن کا ممکن ہونا ضرور واجب التسلیم ہی
اور علاوہ ازین یہہ تو درحقیقت لائق انکار نہین ہی کہ بعض ابدان ایسی ضرور خلق ہوتے
ہین کہ ضرور تکمیل کے لیے کافی تھے مثال بدان جنکا اور ائمہ ہدا اور انبیا علیہم السلام کے
پس یہہ کہنا کہ ایسا بدن ممکن نہین ہی کسیطرح ممکن نہین ہی دوسری یہ بحث بھی اس
دلیل کی نسبت ممکن ہی کہ یہہ بھی ممکن ہی کہ بدن کافی تکمیل کے لیے عطا ہو مگر وہ درحقیقت
کافی نہو یا انکہ بوجہ سوء تصرف نفس کے یا اسباب خارجیہ کے وجہ سے کافی نہو مگر جواب
اسکا یہہ ہی کہ بنظر کمال علم صحیح صانع کے یہہ ممکن نہین کہ جنکو وہ کافی تصور کرلے وہ کافی
نہو اور اگر بوجہ سوء تصرف نفس کے وہ کافی نہو یا بسبب اسباب خارجیہ کے تو اس
صورت مین ضرور دوسرا بدن واسطے تکمیل کے عطا ہونا عبث ہوگا کیونکہ ویسی ہی وجوہ
سی عدم تکمیل کا احتمال قائم ہوکر تکمیل آئندہ بھی مسدود متصور ہوگی اور اگر یہہ کہا جائیگا کہ یہ
کچھ ضرور نہین ہی کہ بطور نتیجہ عطای بدن کے جب تکمیل کا حصول یقینی ہو جب ہی بدن
عطا کیا جای کیونکہ یہہ تو سب کا مسلم الثبوت ہی کہ بہت سی ابدان عطا ہوتے ہین
مگر انمین تکمیل نفس کی ممکن نہین ہوتی پس جب خلقت ابتدائی مین یہہ امر جائز ہوا تو ممکن
ہی کہ خلقت مکرر مین بھی یہہ امر جائز ہو تو ہم کہینگے کہ ایکدفعہ بدن کافی تکمیل کے لیے جب
عطا ہوچکا تو باانیہمہ بوجہ سوء تصرف یا اہمال کے جب تکمیل نہین ہوئی تو حجت تمام
ہوگئی تو عطاے اولی اور خلقت اولی مین عطای بدن عبث نہین تھا جبکہ علاوہ اظہار
کمال قدرت اور فیض کے اتمام حجت کا نتیجہ پیدا ہوا ہی مگر اب مکرر عطا ہونا بدن کا
صریح عبث ہوگا لیکن یہہ مقام ضرور لائق غور ہی چھٹی دلیل یہ ہی کہ جب مخبر صادق
کی خبر سے یہ معلوم ہوا ہی اور قران شریف بھی اسکا مصدق ہی کہ ہر شخص قیامت مین
نتیجہ اپنی ہر نیکی و بدی کا دیکھیگا کیونکہ فرماتا ہی فَمَن یَعمَل مِثقَالَ ذَرَّةٍ خَیراً یَرَهُ وَ
مَن یَعمَل مِثقَالَ ذَرَّةٍ شَرّاً یَرَهُ یعنی جو ایک ذرہ بھر بدی کریگا اسکو دیکھیگا اور

چھٹی دلیل

یہہی تصریح الکلام مخبر صادق مین ہے کہ وہ اپنی نیکی یا بدی کے نتیجہ کو اوس بدن مین معائنہ کریگا جسمین وہ امور صادر ہوے تھے تو اگر ایک نفس کے لیے مختلف ابدان بطور تناسخ عطا ہون تو ضرور ہوگا کہ وہ نفس اون سب ابدان مین محشور ہوا ور نفس واحد کے لیے ایک ہی وقت مین ابدان مختلفہ ہون اور یہہ بدیہی البطلان ہے

حکایت لطیف راقم رسالہ کے بزرگون مین سے میر عوض علیصاحب مرحوم جو نابینا تھے مگر کمال ذکی اور قوی الحافظہ تھے اور عالم نابینائی مین اکثر کتب اور علوم کی انہون نے تحصیل ضروری کی تھی اور ایک حد تک درس بھی دیتے تھے اور اکثر عمدہ مسائل علمی بھی انکو مستحضر تھے اور قوت مناظرہ بھی انکو اچھی حاصل تھی اور جب راقم رسالہ اسوقت مین لکھنو سے اپنے وطن کو واپس گیا تہا کہ اسکا سن غالبا گیارہ یا بارہ سال کا تہا اور اسکی تحصیل غالبا قطبی سی زیادہ نہ تھی اور اسوقت تک اُس نے دلائل ابطال تناسخ کو کسی کتاب مین دیکھا یا پڑہا نہین تہا تو میر صاحب موصوف نے اکثر مناظرات مختلف مسائل علمی مین راقم رسالہ سے کئی اور راقم رسالہ نے ایسے جوابات شافی دیے کہ میر صاحب موصوف اور اکثر اصحاب علم جو حاضر صحبت ہوتے تھے نہایت مسرور ہوے تھے اور منجملہ انہین مناظرات کے ایک مناظرہ مین میر صاحب موصوف نے یہہ سوال بھی کیا تہا کہ کیا دلیل ابطال تناسخ کے باب مین ممکن ہے تو اسوقت گو راقم رسالہ کو ضرور بوجہ عدم واقفیت دلائل ابطال تناسخ کے ایک موقع وقت کا پیش آیا تہا مگر بفضلہ تعالی اسیوقت بلا غور و فکر زائد فورا غالبا چند دلائل راقم رسالہ نے بیان کیے تھے جسمین سے ایک یہ دلیل بھی تھی جنکو سب نے نہایت پسند کیا تہا مگر اسکی نسبت یہہ بحث ممکن ہے کہ مراد آیت قرانی مین یہی ہے کہ جن اعمال کی جزا مکافات دنیا مین نہو جائیگی یا جو بوجہ توبہ یا بوجہ اعمال صالحہ ساقط نہو جائینگی یا بوجہ اعمال قبیحہ جو ضبط نہو جائینگے اوسکا نتیجہ قیامت مین آدمی معائنہ کریگا اور وہ صورت

تناسخ ممکن ہو کہ نتائج اعمال ابدان سابقہ کے سب ابدان لاحقہ مین وہ معائنہ کر لے اور صرف نتائج اعمال بدن اخیر کے لیے قیامت مین اسکو موقع معائنہ کا عطا ہو اور اس صورت مین صرف بدن اخیر مین محشور ہونا اوسکا ضرور ہوگا اگر اسکا جواب یون ممکن ہو کہ بعض اعمال ایسی ہین کہ وہ ضرور باعث ثواب دائمی یا عقاب دائمی کے ہین اور یہہ کہنا ممکن نہین ہو کہ ایسی اعمال کبھی ابدان سابقہ مین وقوع مین نہین آسکتے بلکہ جب بموجب قول اہل تناسخ کی علی العموم وقوع تناسخ کا گمان کیا جائے تو یہ ممکن نہین کہ یہہ کہا جای کہ ابدان سابقہ مین ایسے اعمال کا وقوع کبھی نہین ہو سکتا ہو تو درصورت وقوع ایسے اعمال کے ضرور ہوگا کہ اون مختلف ابدان مین حشر ہو اور علاوہ ازین اہل تناسخ کو ضرور ہو کہ اسکے قائل ہون درصورت تسلیم معاد کے کہ ابدان سابقہ کے نتائج کے بہی جزا جزوی ابدان لاحقہ مین ہوتی ہو اور باقی جزاے کلی کل اعمال کی معاد پر رہتی ہو ورنہ کوئی وجہ اسکی نہوگی کہ جزاے ابدان سابقہ تو منقطع اور نہایت قلیل مدت مین ہو اور صرف جزاے بدن اخیر دائمی ہو مگر یہہ بحث زیادہ غور کی محتاج ہو دوسرا اعتراض اس دلیل کی نسبت یہہ بہی ممکن ہو کہ یہہ دلیل اوسی صورت مین تمام ہوتی ہو جبکہ بروقت معاد کے جسم سابق کا بعینہ اعادہ ضرور ہو نہین اگر اعادہ یا خلق ایک بدن مماثل کا کافی ہو تو پھر کوئی محذور لازم نہ آئیگا کیونکہ ایک ہی بدن مماثل بعوض کل ابدان کے کافی ہوگا مگر جواب اسکا یہہ ہو سکتا ہو کہ قول اعادہ بدن اصلی کا بظاہر زیادہ قوی ہو پس اسکی بموجب دلیل کا تمام ہونا کافی ہو علاوہ ازین ایک بدن مماثل ابدان مختلفہ بہی ہو نہین سکتا ہو مگر یہہ امر جای نظر ہے تیسرا اعتراض یہ ہو کہ ایک بدن مین منجملہ ابدان مختلفہ کے معاد ہونا واسطے ثبوت معاد جسمانی کے کافی ہے اور چونکہ ابدان مختلفہ سے نفس ایک وقت مین متعلق نہین ہو سکتا ہو اسوجہ سے ممکن ہو کہ اہل تناسخ یہہ کہین کہ منجملہ اونہین ابدان کے صرف

سے کیونکہ یہ گفتگو ... ہی جگہ ممکن ہو کہ ... خاص بدن اخیر کے ... اعمال کے جگہ ممکن ... ہی کہ اسوجہ سے ... دائمی ہو کہ وہ بعد ... امتحانات عکس ... کے ظہور مین آئی ہو ١٢ منہ عفی عنہ

سے اس بحث سے ... طرف ایما ہے ... کہ ممکن ہو کہ ... مرادی مماثلت ... کافی ہو مگر یہہ ... ظاہر ہے کہ ... جو امتیاز مقصود ... ہے وہ اسطرح ... حاصل نہین ہو سکتا ہی ١٢ منہ عفی عنہ

ایک بدن علی الخصوص بدن اخیر مین بوجہ ضرورت معاد ہوگی اور اسمین سب نتائج
آدمی معائنہ کریگا توکوئی ضرورت سب ابدان کی محشور ہونیکی لائق تسلیم نہین ہے
مگر اسکا جواب یہہ ممکن ہی کہ منجملہ ابدان مختلفہ کے ایک بدن مین حشر ہونا صریح ترجیح بلا مرجح
ہی اور اگر بدن اخیر نائب مناب جملہ ابدان سابقہ ہو مگر عین اعمال کے نتائج کے معائنہ
کی ضرورت حشر مین ہی جب انکو خصوصیت بعض خاص خاص ابدان سے ہی تو اب
یہہ ممکن نہین ہی کہ بعض اعمال کے معائنہ کے نتائج کے لیے تو انکے ابدان خاصہ کے
ضرورت تسلیم کیجائے اور دوسرے اعمال کے نتائج کے معائنہ کے لیے انکے ابدانکا
محشور ہونا ضرور نہو مگر یہ مقام بھی لائق غور ہے **ساتوین دلیل** یہ ہی کہ نفس انسانی
درحقیقت بموجب ہماری تحقیقات مندرجہ رسالہ منہج الوصول کے جسمانی ہے اور
بملاحظہ نظام خلقت ابدان اور نفوس انسانی یہہ امر ضرور واجب التسلیم ہی کہ نفس
ہر بدن کا بطور نتیجہ اخیر و ضروری اُن تاثیرات قدرت کے جو بغرض احداث
بدن مذکور ہوتے ہین خاص اُسی بدن سے اور خاص اُسی بدن کے اجزا سے
بالضرور پیدا ہوتا ہی پس ہر بدن سے بروقت اُسکے حدوث کے ایک نفس کا
حادث ہونا بطور نتیجہ اخیر ضروری کے ضرور ہی اور اس صورت مین اگر کسیطرح
متعلق ہو اُس سے ایک اور نفس سابق تو لازم آئیگا کہ ہون ایک بدن کی لیے
دو نفسین اور یہ صریح باطل ہے اور یہ ظاہر ہے کہ یہہ وہی دلیل اول قدما کی ہی
درباب ابطال تناسخ کے ساتھہ کسیقدر تغیر قلیل کے لیکن اس دلیل پر وہ اعراض
وارد نہین ہوتے جو دلیل قدما کی نسبت مذکور ہوئے ہین مگر اس دلیل کی نسبت
اول یہہ اعتراض ممکن ہی کہ ممکن ہے کہ صانع حکیم دوبارہ انھین اجزا کو جمع کرکے
اور اونپر پھر وہی تاثیرات بغرض احداث بدن کے کرکے بطور نتیجہ اخیر و ضروری
تاثیرات مذکورہ کے اوس نفس کو پھر پیدا کرسے اور یہہ دوبارہ پیدا ہونا نفس کا

سے اپنے بدن کے ضرور تناسخ متصور ہوگا لیکن جواب اسکا یہہ ظاہر ہی کہ اہل تناسخ
درحقیقت اسکے قائل نہین ہین کہ وہ نفس اپنے بدن سابق کے ساتھہ پھر پیدا کیا
جاتا ہی بلکہ اونکا قول یہہ ہی کہ ایک بدن جدید و مغائر سی نفس سابق متعلق کیا جاتا ہے
پس بمقابلہ اہل تناسخ کے یہہ دلیل ضرور تمام ہی یا انکہ انکی جانب سے یہہ جواب ممکن
نہین ہی دوسرا اعتراض اس دلیل کی نسبت یہہ ہو سکتا ہی کہ ممکن ہی کہ نفس
سابق اور نفس حادث ملکر ایک نفس ہو جاوین بدن لاحق کے لیے پس اجتماع
دو نفسون کا بدن واحد مین لازم نہ آئیگا مگر اسکا جواب یہہ ہی کہ اس صورت مین
درحقیقت بدن لاحق سے درحقیقت ایک نفس متعلق ہوگے جو مرکب ہوگی اجزاے
نفس سابق و اجزاے نفس حال سے اور مرکب غیر ہی اپنے اجزا کا پس اس
صورت مین بہی بدن سے ایک ایسی نفس متعلق ہوتی ہی جو غیر نفس سابق ہی اور
اس جہہ سی تناسخ لازم نہین آیا ہی علاوہ ازین بظاہر نفس انسان کا مادہ درحقیقت
ایسا ہی کہ ممکن نہین ہی کہ نفس سابق و حال مین ترکیب واقع ہوئی اور اسیوجہ
سی وہ مدتون بعد فساد بدن کے بالاتفاق باقی رہتی ہی اور فساد اوسکو عارض
نہین ہوتا ہی تیسرا اعتراض یہ ہی کہ جو کیفیت حدوث نفس انسانی کی دلیل مین
مذکور ہی وہ ممنوع ہی کیونکہ کسی نے اسطرح کیفیت حدوث نفس انسانی کی تصریح
نہین کی ہی اور کتب حکما مین یہہ مذکور ہی کہ نفس بدن سی بر وقت حدوث متعلق یہ
کیجاتی ہی اور قرآن مین اسکی نسبت یہہ مذکور ہی کہ بعد حدوث بدن کے روح
اسمین نفخ کے ذریعہ سی ظاہرا داخل کیجاتی ہی تو برخلاف اسکے یہہ کیفیت حدوث
نفس انسانی کے کیونکر لائق تسلیم ہو سکتی مگر اسکا جواب یہہ ہو سکتا ہی کہ جو شخص
کیفیت حدوث ابدان اور نفوس کیطرف رجوع کرے وہ بالضرور یقین کریگا کہ نفس
انسانی اوسیطرح حادث ہوتی ہی جسطرح دلیل مین مذکور ہی اور بظاہر اوسی

ـــه اشارہ ہی اس بحث کیطرف کہ جو لوگ تعلق نفس کے قائل ہین اور نفس کو مجرد کہتی ہین اور اسطرح سے کہ حدوث کے ہرگز قائل نہین ہین اور نفخ کی لفظ کا بہی ظاہر خلاف اسکے ہی کہ اُس سی مراد ایسا حدوث ہو کیونکہ ظاہر نفخ سی مراد یہ ہی کہ کوئی شی تابیج بدن سے بدن کے اندر داخل کیجای ۱۲ عفی عنہ

حدوث سی جو بتاثیرات قدرت ہوتا ہی بعنوان تعلق نفس اور بعنوان نفخ روح
تعبیر کیجاتی ہی اور جب کیفیت نفخ کی زیادہ تصریح کے ساتھہ مذکور نہین ہی
تو عبارت ہونا نفخ کا اس حدوث سی مستبعد نہین ہی مگر اس کلام مین درحقیقت
جاے غور و نظر ہی

۸ آٹھوین دلیل

آٹھوین دلیل یہ ہی کہ جو لوگ اسکے قائل ہین کہ تناسخ بغرض
جزاے اعمال بدن سابق کے ہوتا ہی انکا قول اسوجہ سی بھی باطل ہی کہ جبکہ
کوئی شخص اور خود وہ شخص نہین جان سکتا ہی کہ جزا اُسکے اعمال سابقہ کی ہی
اور اُسکو اعمال سابقہ یاد بھی نہین ہوتے اور اسوجہ سے اُنکے مقابلہ مین
ایسی جزا کو وہ مناسب اور عدل بھی نہین سمجھ سکتا ہی اور نہ اسکو یا کسی کو اُسکی
وجہ سی رغبت اعمال صالحہ کی یا خوف اعمال قبیحہ سی ہو سکتا ہی اور نہ کسی پر عدل
ثابت ہو سکتا ہی تو اسطرحپر جزا کا ہونا صریح مخالف مقتضای حکمت کے ہی

۹ نوین دلیل

نوین دلیل یہ ہی کہ اگر مدار اختلاف تنعم و تالم عباد کا اعمال سابقہ پر اور بطور
اُنکے جزا کے ہو تو کوئی وجہ فرق کی ابتداے خلقت مین درمیان حالات
عباد کے نہو گی مگر یہہ اعتراض اسکی نسبت ممکن ہی کہ ہم نہین تسلیم کرتے ہین
کہ ابتداے خلقت مین کچھ فرق ایسے حالات مین تہا مگر جواب اسکا یہہ ظاہر ہی کہ
بملاحظہ تاریخ دنیا یہ ظاہر ہی کہ ہمیشہ عباد کے حالات مختلف رہے ہین

۱۰ دسوین دلیل

دسوین دلیل یہ ہی کہ اگر تناسخ نفوس کا بغرض تکمیل نفوس کے ہوتا تو ضرور تہا کہ کمالات
جو بدن سابق مین حاصل کیے گئے ہین وہ محفوظ رہتے بر وقت تعلق نفس کے
بدن مابعد سے کیونکہ کمالات جو ایک مدت مین حاصل کیے گئے تھے اوسکا ضائع
کر دینا اس صورت مین خلاف حکمت ہی حالانکہ مشاہدہ شاہد ہی کہ بر وقت آغاز
خلقت کمالات انسان مین موجود نہین ہوتے اور گو یہہ اعتراض اسکی نسبت
ممکن ہے کہ جائز ہی کہ کمالات نفس مین موجود ہون مگر بوجہ حالت نقصان جسم کے

بالفرض باوجود عطای نفس عمده و بدن عمده کے بھی بوجہ تاثیرات خارجیہ کے تکمیلات
نفوس کے کیفیت مختلف ہو سکی جیسا قبل ازین مذکور ہوا تو ظاہر ہی کہ تکمیل
نفس کی اس صورت مین بذریعہ تناسخ کے اسوجہ سی جائز نہوگی کہ اسطرح تکمیل
نفوس کا ہونا یقینی یا مظنون ہی نہین ہی بلکہ ممکن ہی کہ باوجود تبدل اجسام کثیرہ کے
بھی نفس ناقص ہے یا آنکہ انقص ہوجائے پندرھوین[۱۵] دلیل یہ ہی کہ جب تناسخ مین
اسید تکمیل کے اور خوف نقصان کا بدرجہ مساوی ہی تو تناسخ کا وجود اور عدم درباب تکمیل
نفس کے ایک ہی مرتبہ مین متصور ہی بلا کسی مرجح کے پس حکیم سے ممکن نہین ہی کہ ترجیح بلا
مرجح ظہور مین اوے اور سلسلہ تناسخ کا بغرض تکمیل اختیار کیا جاے مگر اسکی نسبت
یہہ اعتراض ممکن ہی کہ گو اسطرح تکمیل نفس کی ممکن نہو لیکن اس صورت مین ضرور اتمام
حجت بخوبی ممکن ہی اور موقع بھی زیادہ تکمیل کا ملسکتا ہی تو یہہ امر مرجح اس سلسلہ تناسخ
کے اختیار کا متصور ہی لیکن جواب اسکا یہہ ظاہر ہی کہ جب یہہ ممکن ہوا کہ جو نفس کامل
ہوچکے تھے اسطرح ناقص ہوجاے تو جسقدر موقع تکمیل کا ملتا ہی اوسیقدر نقصان
اور عدم تکمیل کا موقع ملتا ہی اور پھر اتمام حجت کا ہونا بھی بمشکل تسلیم ہوسکتا ہی کیونکہ
ایسی اشخاص یہہ کہہ سکتی ہین کہ اگر ہم مکرر خلق نہ کیے جاتے تو ہم ناقص نہو جاتے
پس ونیز حجت تمام نہوگی مگر اتنی زیادہ غور کے حالت اس مقام[ملہ] پر ہی سولھوین[۱۶]
دلیل یہ ہی کہ اگر کمالات سابقہ باقی نرہین تو یہہ خلاف حکمت ہی کہ جو کمالات
ایک مدت مین حاصل ہوے تھے وہ بالکل زائل کردی جائین اور اگر باقی رہین
تو اکثر بچپن مین پیرانہ کمالات موجود ہون اور متاخرین کے کمالات مین اسقدر
کثرت ہو کہ بڑا فرق عظیم درباب حالات ترقی کمال ابتداے عمر کے بمقابلہ سابقین
کے ترقی کمال انتہای عمر کے مشاہد ہو حالانکہ یہہ صریح باطل ہی سترھوین[۱۷] دلیل
یہ ہی کہ جو ملاحظہ کریگا کیفیت مختلف طبایع نفوس انسانی کو اور اسکی مختلف تکمیلات

ملہ اشارہ ہی طرف اس بحث کے کہ یہ امر تو ہر طرح لازم ہی کیونکہ جسطرح خلقت مین احتمال بعض نفوس کی تکمیل اور بعض کے نقصان کا ہی تو ہر طرح خلقت بغرض تکمیل در عدم خلقت بغرض مذکور مساوی ہی اور اسطرح اصل خلقت کی نسبت ترجیح بلا مرجح لازم آئیگا اور اسکے عدم پر استدلال ممکن ہوگا مگر ممکن ہی کہ ظہور کمال قدرت و کمال فیض مرجح خلقت ہو پس حال مقام لائق تامل ہی ۱۲ منہ عفی عنہ

پندرھوین دلیل

۱۶ سولھوین دلیل

۱۷ سترھوین دلیل

کی دائرہ کی وسعت کو تو وہ ضرور دریافت کر سکتا ہی کہ دائرۂ تکمیلات انسانی کا
ہمیشہ صرف ایک حد خاص تک پہونچتا ہی اور اس سی متجاوز نہین ہوتا ہی اور اوسمین
ترقیات مختلف اشخاص کی ایک حد خاص تک پہونچتی ہی جو اُنکے خاص ایک حیات کے
تکمیلات کے حدتک محدود معلوم ہوتے ہین پس اُس سے معلوم ہوتا ہی کہ انمین
کوئی اثر تکمیلات سابقہ کا باقی نہین رہتا ہی تو اب یہہ بھی ثابت ہو گیا کہ کوئی نفس
دوبارہ بغرض تکمیل بدن آخر سے متعلق نہین ہوتی ہی ورنہ کوئی اثر تکمیل سابق کا ضرور
اسمین موجود ہوتا اور گو اسمین یہ بحث ممکن ہی کہ جو فرق ابتدائی سن مین مختلف اشخاص
کے طبایع مین ہوتا ہی ممکن ہے کہ وہی اثر انکی تکمیلات سابقہ کا ہو مگر اسکا جواب
یہ ظاہر ہے کہ اسقدر فرق تو ضرور فرق ذاتی نفوس کا متصور ہی اٹھارھوین[۱۸]
دلیل یہہ ہی کہ قادر مطلق ہر بدن کو نفس علیحدہ عطا کر سکتا ہی تو کوئی وجہ اسکی
نہین ہے کہ وہ بدن کو پھر نفس جدید عطا نفرمائے اور نفس سابق کو پھر بدن
مابعد سے متعلق کرے اونیسوین[۱۹] دلیل یہ ہے کہ اسمین شبہہ نہین ہے کہ سن
بچپنے کا ایک حالت نقصان کا سن ہی اور سن جوانی کا ایک حالت کمال کا سن ہی
اور علےٰ ہذا القیاس سن بوڑہاپی کا سن کمالات علمی کا سن متصور رہے تو بعد ایک
حدتک تکمیل کرنے کے راجع کرنا نفس کو طرف حالت نقصان کے صریح خلاف
حکمت ہی علے الخصوص جبکہ اصل مقصود ہی تکمیل ہی ہے بیسوین[۲۰] دلیل یہہ ہی
کہ کل عمرین انسانی اب بہت چھوٹی ہوتی ہین اور اللہ تعالی اون عمرون کو زیادہ
طولانی کر سکتا ہے جیسا ابتدائی خلقت مین زیادہ عمرون کا ہونا منقول بھی ہی اور
جب دائرہ تکمیلات انسانی کیطرف نظر کیجاتی ہے تو یہہ ضرور لائق تسلیم ہے کہ یہہ
عمرین واسطے تکمیل انسانی کے کافی ہین پس جبکہ عمر کافی تکمیل کی بہتر ملیگی اور تکمیل ممکن
نہین ہوئی تو اب پھر عمر بغرض تکمیل کے ملنا ضرور عبث متصور ہی اور اگر بالفرض زیادہ

۱۸ اٹھارھوین دلیل

۱۹ اونیسوین دلیل

۲۰ بیسوین دلیل

بقا اور عمر کی ضرورت تکمیل کے لیے ہوتی اور اُسمین زیادہ تکمیل ممکن ہوتی تو
ضرور تہا کہ اللہ تعالی طولانی عمرین انسان کو عطا کر کے اسکی تکمیل کا انتظام
فرماتا کیونکہ اس صورت مین انسان کو بسبب باقی رہنے اون کمالات کے
جو اس عمر قلیل مین حاصل ہوتے ہین آیندہ اور تکمیل کا موقع حاصل ہوتا نہ یہ
کہ اس عمر کو قطع کر کے اور اون کمالات حاصلہ کو زائل کر کے اور ایک جدید
خلقت مین پہر از سر نو تکمیل کی تکلیف دیتا جسمین بوجہ زوال کمالات سابقہ کے
پہر زیادہ تر دقتین پیش آسکتی ہین اور باینہمہ جب عمرین قلیل عطا ہوتی ہین تو
وہ شاہد اسکی ہین کہ تکمیل انسانی کے لیے زیادہ بقا کی کسیطرح بطریق تناسخ ہو
یا کہ اور طرح کوئی ضرورت نہین ہے پس یہ خیال اہل تناسخ کا صریح باطل ہے
کہ واسطے تکمیل انسانی کے ضرورت زیادہ بقا کی ہے اکیسوین [۲۱] دلیل یہ ہے
کہ مختلف کمالات انسانی جو ممکن الحصول ہین اسکی حدین ایک حد تک بملاحظہ تاریخ
ترقیات مختلفہ انسانی کے دریافت ہو سکتی ہین اور باینہمہ یہ ضرور لائق تسلیم ہے
کہ انسان صرف ایک حد خاص تک ہر کمال مین ترقی کر سکتا ہے اور یہ بہی لائق
تسلیم ہے کہ وہ ایسی حدین ہین کہ انکی تحصیل کے لیے ایک ہی عمر انسانی کافی
ہے تو بغرض تکمیل انسانی کے متعدد عمرین عطا ہونا صریح بیکار ہے مگر اس دلیل
کی نسبت یہ بحث ممکن ہے کہ کمالات انسانی مختلف اقسام کے ہین اور یہ ظاہر ہے
کہ ایک عمر مین انسان صرف ایک کمال کی تکمیل کر سکتا ہے پس ممکن بلکہ ضروری ہے
کہ بغرض تحصیل مختلف کمالات کے مختلف عمرین ضروری تصور کیجائین اور اسکی
وجہ سے ضرورت تناسخ کی ہو لیکن اسمقام پر یہ لائق لحاظ ہے کہ جو مختلف کمالات
انسانی کے خیال کیے جاتے ہین انمین سے بعض کمالات ایسے ہین کہ انکی لیے
خلقت انسان کی ہوتی ہے مثل علوم و حکم و معارف کے جو کمالات قوت نظریہ سے ہین

۲۱ اکیسوین دلیل

اور مثل ملکہ اعتدال قوت شہوانیہ و غضبانیہ کے جو اصول کمالات قوت عملیہ سے متصور ہین اور بعض کمالات ایسی ہین کہ وہ اصل غرض خلقت انسان نہین ہو سکتے ہین گو ان کمالات کے تحصیل کی انسان کو ضرورت اپنی یا اپنے بنی نوع کی حسن بقا یا معاش کے لیے ہوتی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ واسطے تحصیل کمالات قسم اول کے ایک عمر ضرور کافی ہے اور اسکا شاہد یہ واقعہ تاریخی مسلمہ سب کا ہے کہ ان کمالات مین ایک ہی عمر مین بہت سے اشخاص نے قریب قریب انتہای درجہ حاصل کیا ہے تو یہ ضرور واجب التسلیم ہے کہ اصلی کمالات انسانی کے لیے جنکی غرض کے لیے اسکی خلقت ہو سکتی ہے ایک ہی عمر ضرور کافی ہے بائیسوین دلیل یہ ہے کہ جو لوگ منجملہ اصحاب تناسخ کے اسکے قائل ہین کہ دنیاوی اسائشین بوجہ اعمال سابقہ عطا ہوتے ہین انکے قول کا ابطال اسوجہ سی بھی ممکن ہے کہ اگر یہ اسائشین اسقدر عمدہ ہوتین کہ عوض اعمال صالحہ کا ہو سکین تو ضرور تہا کہ نفوس کاملہ کو بھی عطا ہوتین حالانکہ اہل تناسخ اسکے قائل ہین کہ نفوس کاملہ بعد مفارقت بدن مجرد رہتی ہین اور انکا تناسخ نہین ہوتا مگر اسکی نسبت بعض مباحث مندرجہ سابق لائق غور ہین تیئیسوین دلیل یہ ہے کہ جو لوگ تناسخ کے قائل ہین انکی خیال مین دنیا کی بقا نہایت عمدہ ہے اور اسیوجہ سے وہ خیال کرتے ہین کہ بار بار وہ انسان کو عطا ہوتی ہے مگر انکو درحقیقت معلوم نہین ہے کہ بعد موت کے جو استغنا نفس کو بہت سے حوائج سے حاصل ہوتا ہے اور جیسی وہ مامون ہزارون آفتون سے ہو جاتی ہے اور جیسے علوم حقیقیہ اسپر بقدر لیاقت منکشف ہو جاتے ہین اسکی وجہ سے ہر انسان کے حق مین بعد موت کے جو حالت اسکو حاصل ہوتی ہے وہ اسکی زندگی کی حالت سے بمراتب عمدہ ہوتی ہے اگرچہ بوجہ اپنے اعمال قبیحہ کے وہ مبتلاے شقاوت بھی ہو پس سعیدون کے حق مین پھر دنیا مین آنا ضرور موجب تکلیف متصور ہے

بائیسوین دلیل

تیئیسوین دلیل

اور اشقیا کے حق مین بھی جنکو انسے سوا سے شقاوت کے اور کوی امر ممکن نہین
ہی تو اُسی شقاوت اخروی کے ساتھہ وہ نتایج عمدہ موت کے جو عام طور پر انکو
حاصل ہوے باہم ملکر اُنکے حق مین اُس شقاوت اخروی سے جو بعد مکرر دنیا
مین آنیکے اور عمدہ فوائد موت سے محروم رہکر نصیب ہو بہر حال ایک عمدہ حالت ہی
پس موت کے بعد جو حالت ہی وہ سب کے حق مین اُنکے دنیا مین پھر آنی سے
انسب ہی تو یہ بالکل مخالف شان حکمت ہی کہ انسان ایک عمدہ حالت سی بار بار
خراب حالت کیطرف پھیرا جاے لیکن یہ دلیل گو عمدہ دلائل سے ہی مگر اسکے
مقدمات کی خوبی ہر شخص بآسانی دریافت نہین کرسکتا ہی پس اس باب مین بھی
زیادہ غور اور خوض کی ضرورت ہی چوبیسوین دلیل یہ ہی کہ اکثر مذاہب
لائق لحاظ ہین خاص خاص رشتہ کے عورات اور مردون مین نکاح کا اور
صحبت کا ہونا ممنوع ہی اور باہم رشتہ دارون مین ایک خاص قسم کے اعزاز کے
ساتھہ بحالت حیات وممات پیش آنیکا حکم ہے اور علی الخصوص ہنود کے یہان جو
سب سے زیادہ تناسخ کے قائل ہین اس باب مین زیادہ تاکیدی احکام ہین
تو اس سے معلوم ہوتا ہی کہ اللہ تعالے کو ایسی صحبتون کا نہ واقع ہونا اور ایسی
اعزازون کا ملحوظ رہنا ہر وقت منظور ہے تو اب کسیطرح ممکن نہین ہے کہ برخلاف
اسکے سلسلہ تناسخ کا جاری رکھے کہ جسمین ممکن ہے کہ نادانستہ ایسی صحبتین واقع ہون
اور برخلاف اس اعزاز کے تحقیر ظہور مین آی کیونکہ درصورت تناسخ ممکن ہوگا کہ
جورو آدمی کے اسکی مان یا دادی یا بہن یا ایسے رشتہ کی عورت ہو جس سے صحبت
منع ہے اور ممکن ہے کہ غلام یا رعیت یا گھوڑا یا کتا یا گدہا آدمی کا اسکا باپ یا دادا
یا کوی ایسا رشتہ کا آدمی ہو جسکی تعظیم واجب ہو مگر اسکی نسبت یہ بحث ممکن ہے
کہ یہ سب امور لوازم بدن خاص سے متصور ہوسکتی ہین اور باینہمہ آدمی کو اسکی

چوبیسوین دلیل

ممانعت یا اُسکی پابندی صرف درصورت علم حالات کے واجب ہوتی ہے
پس جب بدل گیا اور جب علم رشتہ کا ممکن نہ تھا تو اُسکے بموجب کوئی ممانعت
یا پابندی نہین رہیگی مگر جواب اسکا یہ ہے کہ زیادہ تر ان امور کا حفظ بمقابلہ
روح اور نفوس کے ملحوظ ہوتا ہے تو بدن کے بدلنے سے اُسمین فرق نہین
آسکتا ہی اور علاوہ ازین اللہ تعالی کو جب علم بخوبی ہے تو اُسکی شان حکمت
کے مناسب یہ امر متصور نہین ہے کہ ایک طرح اُسی امر کی ممانعت کرے یا اسکو
واجب کرے اور پھر دوسرے طور پر خود اُسکے خلاف امور کے وقوع کا سامان
مہیا کرے مگر یہ مقام درحقیقت لائق غور کامل[۹] ہے پچیسوین[۲۵] دلیل یہ ہے
کہ اکثر مذاہب مین جو فاتحہ درود کی مدتہای دراز تک استحباب کیطرف ایماہی
اور علی الخصوص ہنود کے یہان جو اس باب مین تاکید اکید ہے وہ سب بیکار متصور
ہوگی کیونکہ بذریعہ تناسخ تو وہ شخص جو مردہ تھا ضرور زندہ ہوجاتا ہی تو پھر نہ وہ مردہ
رہا نہ وہ فاتحہ درود وغیرہ سے منتفع ہوسکتا ہی مگر اسکی نسبت یہ اعتراض ہوسکتا
کہ ممکن ہے کہ یہ امور اسوجہ سے بھی عمدہ متصور ہون کہ اسکی وجہ سے بوجہ ایک کوشش
ادای حق کے ان فاتحہ دلانیوالون کو ضرور استحقاق ثواب کا ہوجائیگا گو مردونکو
فائدہ اُس سے بھی حاصل ہو مگر اسکا جواب یہ ظاہر ہے کہ ان لوگون کا یہ
اعتقاد ہے کہ خاص مُردون کو ثواب حاصل ہوتا ہی پس اُنکے مقابلہ مین دلیل
تام ہے مگر اس باب مین ضرور جای نظر ہے چھبیسوین[۲۶] دلیل یہ ہی اور
یہی سب سے عمدہ دلیل درحقیقت ہی کہ بہت سے آیات اور احادیث سی یہ
ثابت ہوتا ہی کہ بعد مرنیکے سب انسان اپنے بدن انسانی کے ساتھ صرف
ایک روز خاص اور ایک وقت خاص مین زندہ ہونگے اور وہ وقت
خاص قیامت ہی پس اس سے ثابت ہوگیا کہ قبل قیامت کے کوئی روح

پچیسوین دلیل

کسی دوسرے بدن سے متعلق ہوکر دنیامین نہین آتی ہے اور اُسکی موید وہ ایت
بھی ہین کہ جنمین تصریح اس امر کی ہے کہ روحین اپنے ابدان کثیفہ سی مفارقت کرنیکے
بعد خاص خاص مقامات پر تا قیامت رکھے جاتے ہین اور منجملہ بہت سے آیات
اور احادیث مذکورہ کے ہین اس مقام پر صرف ایک آیت کا سورۂ مومنون
سے لکھنا کافی جانتا ہون اور وہ آیہ کریمہ یہ ہے ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ
من طین ۝ ثم جعلنٰہ نطفۃ فی قرار مکین ۝ ثم خلقنا النطفۃ علقۃ فخلقنا
العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظاما فکسونا العظام لحما ثم انشأنٰہ خلقا اٰخر
فتبارک اللہ احسن الخالقین ۝ ثم انکم بعد ذلک لمیتون ۝ ثم
انکم یوم القیمۃ تبعثون یعنی اور سر آئینہ خلق کیا ہمنے آدمی کو خلاصہ
مٹی سے پھر بنایا ہمنے اُس آدمی کو نطفہ قرارگاہ مضبوط مین پھر کیا ہمنی اُس
نطفہ کو خون بستہ پھر کیا ہمنے اُسی خون بستہ کو ایک پارۂ گوشت پھر کیا ہمنے
اُس پارۂ گوشت کو ہڈیان پس پہنایا ہمنے ہڈیون کو گوشت پھر پیدا کیا ہمنے اُسکو
ایک دوسرے خلق یعنی روح وحیات اُسکو عطا کی پس حسب منشا برکت ہوا اللہ جو
نیکوترین خالق ہے اور اس مضمون کے بہت سے آیات ہین اور سورۂ
یٰسین مین ہے ویقولون متی ھذا الوعد ان کنتم صادقین ۝ ما ینظرون
الا صیحۃ واحدۃ تاخذھم وھم یخصمون فلا یستطیعون توصیۃ ولا الی اھلھم
یرجعون ۝ ونفخ فی الصور فاذا ھم من الاجداث الی ربھم ینسلون ۝ قالوا
یا ویلنا من بعثنا من مرقدنا ھذا ما وعد الرحمن وصدق المرسلون
ان کانت الا صیحۃ واحدۃ فاذا ھم جمیع لدینا محضرون ۝ جسکے معنے
یہ ہین کہ اور کہتے ہین کہ کب ہوگا یہ وعدہ اگر ہو تم سچے نہین دیکھینگے وہ مگر
ایک سخت آواز کو کہ لے لیگی اُنکو درانحالیکہ وہ جھگڑ رہے ہونگے پس نہ قادر

ہونگے وہ وصیت کرنے پر اور نہ اپنے اہل کیطرف پھر جائینگے اور پھونکا جائیگا صور
پس ناگاہ وہ قبرونسے طرف اپنے رب کے دوڑ پڑینگے درانحالیکہ کہینگے ای وائے
کسنے اٹھایا ہمکو ہماری خوابگاہ سے یہ وہ ہی کہ جو وعدہ کیا تہا رحمن نے اور سچ کہا تھا
رسولون نے نہین ہوگی مگر ایک اواز سخت پہر ناگاہ وہ سب ہمارے پاس جمع کیے
حاضر کیے جائینگے اور اس کے قبل یہ آیہ سورہ مذکور مین ہے الم یروکم اھلکنا
قبلھم من القرون انھم الیھم لا یرجعون ط وان کل لما جمیع لدینا
محضرون ط جسکے یہ معنی ہین کہ آیا نہین دیکہتے کہ کتنے ہلاک کیے ہمنے قبل انکے ہمعصر
جماعتین کہ وہ انکی طرف نہین پہرا تے ہین اور نہین ہر جماعت قریب عمر مگر جمع
کی گئی ہمارے نزدیک اور اس سے یہ ظاہر ہے کہ بعد موت کے پھر انسان
قبل قیامت دنیا مین زندہ ہوکر نہین آتا ہی اور اس سے عقیدہ تناسخ کا بطلان
بخوبی ثابت ہوگیا ہی او۔ بعد اس تصریح قرآنکے جو شہادت نسبت دلائل شکوک
بالا ممکن تھے وہ سب رفع ہوگئے ہین اور اب اسمین شبہہ نہین ہے کہ یہ بخوبی
یقینی طور پر ثابت ہوگیا ہی کہ تناسخ درحقیقت کبھی وقوع مین نہین آتا پس اصل
دلیل تو یہی ہے اور باقی دلیلین اسکی موید ات جزوی ہین ستائیسوین دلیل
یہ ہے کہ بادی امر بھی اسیکا شاہد ہی کہ کوئی نفس دوبارہ بدن سے متعلق نہین
ہوتی ہے کیونکہ جب ایک جسم جدید ہر دفعہ پیدا ہوتا ہی معہ ایک روح کے
اور حالات ظاہری اس خلقت جدید کے مغائر حالات سابقہ کے ہوتی ہین
تو ظاہرا یہ روح بھی مغائر ارواح سابقہ کے ہے مسلک چہارم ان شبہات
کے بیانمین ہے جنکو اہل تناسخ اپنے مذہب کے دلائل مین سے خیال
کرتے ہین اور ازانجملہ اول دلیل یہ ہی کہ نفس انسانی ہر طرح لیاقت تدبیر و انتظام
بدن کی رکھتی ہے اور اس امر کے وہ ایسے عاشق ہین کہ باوجود انواع

۴۰ ستائیسوین دلیل

مسلک چہارم شبہات اہل تناسخ

دلیل اول

انواع تکلیف کی بھی وہ مفارقت بدن کو گوارہ نہین کرتی ہی تو اب بنظر کمال
قدرت و کمال فیض صانع حکیم کے یہ ممکن نہین ہے کہ وہ ایسے جوہر قابل کامل کو
معطل رکھے پس متعلق ہونا نفس کا بذریعہ تناسخ کے ایک دوسرے بدن سے
بغرض رفع تعطل مذکور کے ضرور ہی اور اسکی نسبت اول تو یہ اعتراض
ہوسکتا ہی کہ نسبت نفس کے یہ امر لائق تسلیم نہین ہے کہ مفارقت بدن سے
اسکا تعطل لازم آتا ہی بلکہ جو علوم اوسکو حاصل ہوتے ہین اور جو کمالات
بالنقصانات اسکو حاصل ہوتے ہین اور اسکے عوض مین جو حالات
اوسکو پیش آتے ہین انکا اشتغال اسکے رفع تعطل کے لیے کافی ہے دوسرے
یہ کہ جو عشق نفس کو بدن کے ساتھ ہی اور جو شوق اسکو انتظام بدن کا ہوتا ہی
یہ مسلم نہین ہے کہ بعد مفارقت بدن کے بھی باقی رہتا ہی کیونکہ بعد اسکے
کہ اسپر علوم اصلی منکشف ہون ممکن ہے کہ اسکو تعلق بدن سے نفرت کلی ہوجا
اور ایسی حالت کا عارض ہونا سعیدون کے حق مین تو اسوجہ سے زیادہ تر
قرین قیاس ہے کہ بوجہ اوس لذت عیش ابدی کے جو انکو حاصل ہوتا ہی اور
نیز بوجہ فوائد موت مذکورہ بالا کے انکو ضرور موقع اسکا ہی کہ انکو نفرت کلی
حیات دنیا سے ہوجاے مثل اُس غریب آدمی کے جو عالم مسافرت مین ایک
جھونپڑی مین رہتا تھا اور بڑی مشقت سے اوقات بسری کرتا تھا مگر اسکو وہ
جھونپڑا بہت عزیز تھا اور اوسکا وہ عاشق تھا مگر جب اسکو بادشاہ نے عمدہ
محل رہنے کو خاص اسکے اصلی وطن مین عطا کردیا اور عمدہ سامان اسکی دعوت
کے اور انواع انواع نعمای ابدی اسکے لیے مہیا کرکے اُس سے کہدیا کہ تو اب
اس گھر کا مالک ہی اور ہمیشہ تیرے لیے عیش مہیا ہی تو ایسی حالتین اوسکو اوس
جھونپڑی سے نفرت کلی ہوجاتی ہی اور جو بُری نفوس ہین انکو بھی حیات دنیا دیسی

بر ینسوجہ نفرت کا موقع ہی کہ جب انہون نے بروقت موت تکلیف عظیم سہی اور بعد ازان انہون نے عذاب کو بعوض اُن اعمال قبیحہ کے سعاینہ کیا اور یہ انکو معلوم ہوگیا کہ یہ سب خرابیان بوجہ اُسی حیات دنیاوی کے غلطی کے انکے عائد حال ہوی ہین اور اُنکو یہ خوف پیدا ہوگیا کہ اگر پھر زندہ ہون اور ایسے اُسی قسم کے اعمال بلکہ اُنسے زیادہ خراب اعمال صادر ہون تو اس صورت مین خوف ہی کہ اور زیادہ مصیبت مین مبتلا ہون تو ممکن ہے کہ انکو اُس حیات دنیا سے اس خوف کیوجہ سے نفرت ہوجای علی الخصوص اسوجہ سے کہ اب دنیا کے بہت سی مکارہ سے تو نجات بھی ہو گئی ہی مثل اسکے کہ ایک شخص عالم مسافرت مین عایش کے ساتھ رہتا تھا مگر جہان رہتا تھا وہان ایسے لوگ بھی رہتے تھے کہ جو ہر وقت اسکو انواع انواع کے خوف دلایا کرتی تھی اور اُنکی وجہ سے اور نیز اپنی ضروریات کے لیئے اسکو بہت سی فکرین روزکرلی پڑتی تھین اور معہذا وہ ھمراہی اُسکو مجبور بھی کرتی تھی اور خود حالات بھی ایسے تھے کہ جنکی وجہ سے یہ بھی مامون نہین رہسکتا تھا بدون اسکے کہ بادشاہ سے بغاوت کرے اور اُسکی نافرمانی کا مرتکب ہو اور انہین اسباب سے وہ آخر کو ایک بڑی سخت لڑائیمین نہایت زخمی ہوکر پکڑا گیا اور بحکم بادشاہ ایک قیدخانہ مین وہ ڈالدیا گیا یا انکو پھر اپنے اصلی وطن مین لیجا کے اپنے اصلی گھر مین قید کیا گیا تو گو قید ہوگیا مگر اُسکے ہمراہیون کے ہاتھ سے جو تکلیف تھی وہ باقی نہین ہی اور جو اپنی اور اُنکی فکرین اُسکو محنت کرنا پڑتی تھی اُس سے بھی اسکو نجات ہوگئی اور جو دشمنون کا خوف تھا وہ بھی نرہا اور باانیہمہ یہ بھی خوف اسکو ہی کہ اگر اپنے اصلی مقام پر بھیجا جاے تو اُس سے زیادہ جو قبل ازین تکلیفین اٹھای تہین پیش آئین اور ممکن ہے کہ ابکی دفعہ ایسے عتاب کا مورد ہو کہ جس قید مین

اب مبتلا ہو اُس سے زیادہ سخت قید آفت مین مبتلا ہو جای تو ممکن ہی کہ اسوقت مین
اگر بادشاہ یہ کہی بھی کہ ممکن ہی کہ تو رہا کیا جای مگر آئندہ وہی سب امور تیرے لیے پیش آینگے
تو عجب نہین ہے کہ اس شخص کو اپنی حالت سابق سے ایسی نفرت کلی ہو جای کہ
وہ یہ کہے کہ مجھکو اب پھر اُس حالتمین جانا منظور نہین اور جو حالت اسی قید کی ہی
اسکو پسند کرے اور اسکی نظیر ایک حد تک اُن قیدیونمین حال مین موجود ہے
جو نہایت مصیبت مین بسر کرتے تھے اور بوجہ بھوکھ کے چوری کرکے جب قید مین
ڈالے گئے اور سختی قید مین مبتلا ہوے تو بیفکری سے کھانا ملنے لگا اور اسوجہ سے
وہ اپنی قید کو ایسا پسند کرتے ہین کہ اکثر یہ دریافت ہوا ہی کہ بعد رہای وہ قصداً
مرتکب جرم ہو کر اور اقبال کرکے پھر قید خانہ مین جاتے ہین اور وہ صاف صاف
کہتے ہین کہ جو مصیبت گھر مین تھی اُس سے قید خانہ عمدہ ہی مگر اسمقام پر یہ بحث
ہو سکتی ہے کہ قرآن شریف مین تصریح اسکی موجود ہے کہ کفار بروقت عذاب جہنم
یہ بحث کرینگے اور صاف درخواست کرینگے کہ ہم دنیا مین پھیر دیئے جائین اور دوبارہ
ہمکو حیات عطا ہو تو ہم اعمال صالحہ کرین اور اُس سے ظاہر ہے کہ ایسی نفوس کو
ضرور تمناء دوبارہ زندگی کی رہتی ہی اور بعد مرنیکے نفرت حیات دنیا سی نہین ہوتی ہی
مگر اسکا جواب یہ ہو سکتا ہی کہ قرآن شریف سی یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ اگر وہ پھیر دیئے جائین
طرف دنیا کے تب بھی وہ اعمال صالحہ نکرینگے تو گو وہ ایکوقت مین ایسی تمنا کرین
مگر اُس سے یہ نہین معلوم ہوتا ہی کہ اُنکو حیات دنیا سی نفرت بوجوہ مذکور نہین ہوتی ہی
اسوجہ سے کہ اول تو یہ تمنا صاف عذاب سے بچنے کے لیے ہوتی ہی اور اسکا حاصل
یہ ہے کہ اس عذاب سی بچنے کے لیے حیات دنیا اُنکو گوارہ ہی پس اس سے یہ نہین
ثابت ہوتا ہی کہ قطع نظر عذاب مذکور کے بھی اُنکو نفرت حیات دنیا سے نہین ہوتی
دوسرے اسوجہ سے کہ جب اسوقت یہ کلام درحقیقت وعدہ صحیح پر متضمن نہین ہے جیسا

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اگر پھر جائین دنیا مین تو پھر اعمال نیک نہ کرینگے تو ممکن
ہی کہ یہ اظہار تمنا ہی انکا اظہار غلط ہو پس اُس سے کوئی امر ثابت نہین قرار دیا
جاسکتا ہی تیسرے اسواسطے کہ جب وہ کلام حالت اضطرار کا ہی تو اُس سے کوئی
صحیح نتیجہ پیدا نہین ہوسکتا ہی چوتھے یہ کہ یہ تمنا فقط بعض اوقات مین اُنکی زبانی مذکور
ہے تو اُس سے یہ نہین ثابت ہوتا ہی کہ ہر وقت اُنکو تمنا حیات دنیا کی ہوتی ہے
مگر اسمین زیادہ غور کرنیکا ضرور موقع ہے پانچوین یہ ہی کہ قرآن شریف مین مذکور ہی
کہ انا انذرنا کم عذابا قریبا یوم ینظر الانسان ما قدمت یداہ و یقول الکافر
یالیتنی کنت ترابا یعنی ہمنے ڈرا دیا تمکو ایک عذاب قریب سے اُس دن کہ دیکھیگا وہ
انسان اسکو جو پیش کیا ہی اسکے دونون ہاتھون نے اور کہیگا کافر کہ کاش ہوتا مین
مٹی اور اس سے معلوم ہوتا ہی کہ اُسوقت کفار کو ہر قسم کی حیات سے نفرت کلی ہوجائیگی
اور بعض اسباب و وجوہ صحیح بھی اسکے موجود ہین کہ آدمی کو نفرت حیات دنیا سی ہوجائے
تو اُسکا امکان ضرور لائق تسلیم ہے دوسری بحث یہ بھی اس جگہ ہوسکتی ہی کہ بمقابلہ
عذاب آخرت کے حالت حیات دنیا کی ضرور عمدہ ہی تو اس عذاب کے مقابلہ مین
شوق حیات دنیا کا ہونا ضرور ہی اور یہ کسیطرح صحیح نہین ہی کہ بمقابلہ اس عذاب
سخت کے بھی حیات دنیا سی نفرت ممکن ہے مگر جواب اسکا یہ ہی کہ بمقابلہ اس عذاب
کے ضرور شوق حیات دنیا کا آدمی کو ہوسکتا ہی لیکن جب آدمی یہ خیال کرے کہ خوف
تکالیف دنیا کا بھی ہے اور اسکے ساتھ زیادہ خوف عذاب سخت آخرت کا لگا ہوا ہی
تو ان دونون امور مین جو تکلیف ہی اُس سے ضرور آدمی کو نفرت بمقابلہ تنہا عذاب
آخرت کے ممکن ہے مگر تاہم یہ مقام لائق غور ہے دوسری دلیل جو نہایت معتبر ہے
قریب دلیل اول سے ہی یہ کہ نفس انسانی مین ضرور استعداد تعلق بدن کی ہر وقت
ہی اور مبداء فیاض کیجانب سے بخل ناممکن ہے تو بموجب استعداد نفس کے دوبارہ

دوسری دلیل

قبض ہوکر پھر اُسکا بذریعۂ تناسخ کے متعلق ہونا ایک اور بدنسی ضرور ہی اور اُسکی
نسبت اول تو یہ اعتراض ممکن ہوتا ہی کہ اللہ تعالی فاعل مختار ہی اور ممکن ہے
کہ بوجہ استعداد دیگر ابدان کے اور بوجہ ضرورت اور مقتضای مصلحت ہونے
خلقت نفس دیگر کے اول نفوس کو جو ایکدفعہ فیض سے بھرہ یاب ہو چکے آیندہ
فیضان سے محروم رکھے دوسرے یہ کہ نفس انسانی مین جسقدر استعداد تعلق
بدن ہے اُس سے زیادہ اسمین استعداد تجرد اور مفارقت بدن کا ہی پس ممکن ہی
کہ بوجہ اس دوسرے استعداد کے مقتضای فیض بھی ہو کہ آیندہ وہ تجردسی جو اسکا
مقتضای ذاتی ہی محروم نہ رکھا جای اور اگر یہ کہا جائیگا کہ یہ اعتراض تو قول
تجرد نفس پر مبنی ہی مگر راقم رسالہ کے نزدیک نفس انسانی جسمانی ہی تو اُسکی تعین
یہ مقدر صحیح نہین ہے کہ نفس مین استعداد تجرد کی ہی تو ہم کہینگے کہ ہم یہ لفظین تجرد
وغیرہ کی بموجب الملاقات حکما کے ذکر کرتے ہین اور اُنھین کے اصول کے
بموجب یہ اعتراض ہمنے کیا ہی لیکن بموجب ہماری قول مختار کے تقریر اعتراض
کی یہ ہی کہ نفس انسانی کے لیئے ایک اصلی جسم لطیف ہی اور ایک دوسرا جسم کثیف
ہوتا ہی جسمین تاحیات دنیا وہ سرایت کئے رہتی ہی اور اُسمین استعداد اسکی بھی
بھی ہی کہ وہ بدنین سرایت کیے رہے اور اسیکا نام تعلق بدن انسانی ہی اور
اسمین یہ بھی استعداد ہی کہ وہ بدن کثیف سی باہر آکے اصلی بدن لطیف نورانی
کے ساتھ زندہ رہے اور اسمین شبہ نہین ہے کہ حالت اخیر اُسکے لیئے زیادہ
انسب ہی تو یہ زیادہ تر قرین مصلحت و حکمت ہی کہ حکیم مطلق نفس کے لیے اس
حالت انسب کو پسند کرکے اُسکو دوبارہ بدن کثیف سی متعلق نہ کرے اور
درحقیقت یہ ایک عمدہ دلیل ابطال تناسخ کی متصور ہی کہ نفس انسانی کو ایک
حالت عمدہ سے پھر حالت نقصان کیجانب پھیرنا مقتضای حکمت نہین

تیسری دلیل یہ ہی کہ کیفیت تکمیل نفوس کی ضرور مختلف ہوتی ہے بعض
نفوس تو اپنی مدت عمر مین کامل ہو جاتے ہین اور بعض زیادہ تر ناقص ہو جاتی
ہین اور بعض کی تکمیل ایک جزوی حد تک ہوتی ہے اور صورت ثانی اور
ثالث مین ضرور ایسے نفوس بھی ہوتے ہین کہ اگر انکو زیادہ حیات حاصل ہوتی
یا دوبارہ حیات حاصل ہوتی تو وہ بخوبی کامل ہو سکتے تو اب یہ بالکل خلاف
حکمت ہی کہ ایسے نفوس ناقصہ کو یا انکو جنکی جزوی تکمیل ہوئی ہے موقع کامل
تکمیل کا نہ دیا جاے جبکہ انکی خلقت کی غرض اصلی بھی خاص تکمیل انکی تھی اور یہ ظاہر ہی
کہ حکیم اپنی غرض مطلوبہ کو غیر تکمیل نہین چھوڑتا ہی تو ایسی صورت مین موت آجانیکی
صورت مین دوبارہ نفس کو بذریعہ تناسخ کے موقع تکمیل کا دینا ضرور مقتضای
حکمت اور واجب ہی اور یہ دلیل درحقیقت عمدہ دلائل سے قول تناسخ کے
متصور ہی مگر اسکی نسبت اول تو یہ اعتراض ممکن ہے کہ یہ ہرگز لائق تسلیم نہین ہے
کہ جو نفوس بعد ایک عمر ضایع کرنیکے بھی ناقص رہے ہین انمین آیندہ لیاقت
تکمیل کی ہو سکتی ہے بلکہ جب موت اثر ایک فعل حکیم کا ہی تو یہ لائق تسلیم ہی کہ
اسنے یہ ضرور معلوم کر لیا ہی کہ انمین آیندہ لیاقت تکمیل کی نہین ہے ورنہ وہ ضرور
ایک مدت تک اور زندہ رکھتا دوسرے یہ کہ یہ بھی لائق تسلیم نہین ہے کہ ایسی
صورت مین غرض حکیم کی ناقص رہی ہے اسواسطے کہ غرض صرف اوسیقدر تھی
کہ ایک مدت مناسب مین مختلف اشخاص کے لیئے مختلف طور پر جسقدر تکمیل ممکن ہی
اسکی تدبیر کیجای نہ کہ ایسی تکمیل کی تدبیر کیجای جو کسیطرح ممکن نہین ہے تیسرے یہ
کہ ممکن ہے کہ باوجود امکان تکمیل زائد کے بھی حکیم اسوجہ سے انکو موقع تکمیل
آیندہ کا بطور عقاب کے نہ دے کہ انہون نے اپنی غرض خلقت کی قدر نہین کی
اور اپنی تکمیل مین صریح قصور کیا ہی چوتھی دلیل یہ ہی کہ بہت سے نفوس

ایسے ہین کہ جبتک وہ رہتے ہین ہمیشہ اعمال صالحہ کرتے ہین مگر بوجہ بیوقت موت
کے وہ اپنی تکمیل کامل نہین کرسکتے ہین پس اُنکے حق مین تو بذریعہ تناسخ کے
موقع تکمیل کاملنا ہر طرح مقتضای حکمت ہی مگر اسکی نسبت یہ اعتراض ممکن ہی
کہ ایسی صورت مین ضرورت آیندہ تکمیل کی لائق تسلیم نہین ہے اسواسطیکہ
ایسے نفوس درحقیقت کمال ممکن الحصول حاصل کرچکے ہین اور اُنسی ہمیشہ
اعمال صالحہ کا صدور اسکا عمدہ شاہد ہے اور حکیم مطلق کیجانب سے انکی
موت کی لیے تاثیر ہوتا بھی ثبوت کافی اسکا ہی کہ انکو آیندہ ضرورت تکمیل کی
باقی نہین ہے مگر اس باب مین بذیادہ غور ضرور ہے پانچوین دلیل یہ کہ
اکثر اشخاص نہایت کم سنی مین مرجاتے ہین اور بعض خلقی جنون اور ایسی خلقی
امراض کی حالت مین مرجاتے ہین کہ انکو موقع تکمیل کا بالکل نہین ملتا ہی اور
یہ ظاہر ہے کہ ایسے حال مین وہ ضرور معذوری اور مجبوری کی حالت مین
رہتے ہین تو اگر انکو بدون دینے موقع تکمیل کے بوجہ اُنکے ناقص ہونیکی عذاب
کیا جای تو یہ مقتضای عدل نہین ہے اور اگر بدون اعمال صالحہ وتکمیل نفس
کے ثواب دیا جای تو اس ثواب کا عطا ہونا بلا استحقاق متصور ہوکر صریح نادرست
ہی تو ضرور ہے کہ ان نفوس کو بذریعہ تناسخ کے دوبارہ موقع تکمیل اور اعمال کا
دیکر موقع ایک استحقاق خاص حاصل کرنیکا دیا جای مگر اسکی نسبت یہ اعتراض ممکن ہی
کہ جب حکیم کیجانب سی تاثیر بغرض اول کی موت کے ہوورے تو یہ عمدہ ثبوت
اسکا ہی کہ انکو زیادہ ضرورت تکمیل کی نہ تھی اور یہ امر کہ معذب ہونگے یا مثاب
ہونگے اور مثاب ہونگے توکسوجہ سی تو اس باب مین ظاہراً بنظر عدل کامل
اللہ تعالی کے صحیح امر یہ ہی کہ اگر انکا امر درحقیقت حد معذوری تک پہونچیگا اور
کوئی وجہ خاص اُنکے عقاب کے لیے نہوگی تو وہ ضرور مثاب ہونگے اور وہ

پانچوین دلیل

انکو توجہ تفصل اور بعوض انکی محرومی حیات صحیح دنیاوی اور بعوض انکے آلام کے عطا
ہوسکیگا یا بعوض ان اعمال کے جو انسے حکیم مطلق کے علم مین ممکن بجہے درصورت
رفع عذر مذکور کے لطیفہ اگر کوئی کہے کہ اگر یہ امر صحیح ہے تو پھر ایسے اشخاص
کے پیدا کرنیمین اور انکے بلاتکمیل مارڈالنی مین کیا مصلحت ہی تو انکی نسبت
اول تو یہ جواب ہی کہ اللہ تعالی کے مصالح کا دریافت کرنا کچھ ضرور نہین ہے
اور ان مصالح کا بخوبی دریافت ہونا مشکل ہے مگر جب دلیل اسپر قائم ہوئی کر
اسکے افعال ہمیشہ مصالح پر متضمن ہوتے ہین اور اونکا فعل مصالح عباد سے
خالی نہین ہوتا ہی اور بہت سے افعال مین انکے مصالح کثیرہ دریافت بھی ہوتے
ہین مثلاً خلق حیوانات و انسانونمین جب غور کیا جای تو ہر عضو کی خلقت مین
مصالح ظاہر ہین منجملہ مین مصلحت خلقت زراعت اور حرارت آفتاب مین غلہ
کے پکانے اور دنیا کے باشندون کو گرمی پہونچانیکے مصالح ظاہر ہین تو اب
اعتقاد اسکا ضرور ہی کہ اسکا کوئی فعل خالی مصلحت سی نہین ہوتا ہی گو ہمکو وہ
دریافت نہوسکے اور عدم امکان دریافت تمامی مصالح کا اسوجہ سی اجب التسلیم
ہی کہ دریافت جملہ مصالح جمیع اوقات اور جملہ اشخاص اور جملہ حالات کا موقوف ہی
جمیع حالات اور جملہ اشخاص اور جملہ حالات کے دریافت پر اور یہ صریح ہر انسان
کے لیے ناممکن ہے دوسرے یہ کہ ایسی صورت مین بہت سے مصالح بھی ظاہر ہین
اول تو انکی ایسی موت سے لوگون کو تنبیہ ہو جاتی ہے کہ موت کے لیے کوئی
وقت مقرر نہین ہے دوسرے ماں باپ کو درصورت صبر ثواب حاصل ہوسکتا ہی
تیسرے اس امر پر تنبیہ بھی اسوجہ سی ہو جاتی ہی کہ موت و حیات تاثیرات طبعیت
سے نہین ہین ورنہ وہ ہمیشہ ایک طور پر واقع ہوتین بلکہ وہ تابع ایک حکیم مطلق
مختار کے ارادہ کی ہین کہ جیسا مناسب جانتا ہی ویسا کرتا ہی چوتھے اسوجہ سی

ان لوگون پر زیادہ تر اظہار منت کا موقع حاصل ہوتا ہی جو زیادہ زندہ رہتی ہین
پانچوین ایسی بیوقت اور ایسے عزیزون کی موت سی اس امر کیجانب بھی تنبیہ
ہوجاتی ہے کہ دنیا کے محبوب اور عزیز ایسے ہین کہ انکے بقا کا کچھ اعتبار نہین ہے
پس انکی محبت مین زیادہ آغشتہ نہونا چاہیے بلکہ جہانتک ممکن ہو اللہ تعالی کی
محبت اور اطاعت مین سرگرم ہوناچاہیے جسکو ہمیشہ بقا ہی چھٹی یہ کہ اسطرح
وہ خود اور بہت سی لوگ بہت سی مکارہ اور مصائب دنیا سی محفوظ رہکر اکثر
بی زحمت مستحق ثواب ابدی ہوجاتی ہین نکتہ صالحہ اب اس مقام پر ممکن ہے
کہ چند بحثین آدمی کے دل مین گذرین منجملہ انکے ایک یہ ہی کہ جب اسطرح بلا زحمت
و تکلیف ثواب یا عقاب کا ہونا صحیح ہوا تو پھر کوئی ضرورت اسکی باقی نہین رہتی
ہے کہ دنیا مین آدمی خلق کیے جائین اور مدت تک تکمیل مین کوشش کرین اور
انکو امتحانات پیش آئین اور جب ایک استحقاق ثواب یا عقاب کا حاصل کرلین
تو بعد اسکے ایک حیات ابدی مین انکا ثواب ابدی جنت یا عذاب ابدی نار
منحصر رکھا جای کیونکہ اصلح الصورت مین بظاہر یہی ہے کہ بلا زحمت اور بلا تکلیف
ابتداہی سے بموجب علم اللہ تعالی کے حیات ابدی حاصل کرین اور جو ازلی
علم مین مستحق ثواب ابدی بوجہ ان اعمال کے ہون جو انسے ممکن ہون انکو ثواب
ابدی جنت دیا جای اور جو مستحق عذاب ہون بوجہ اعمال ممکنہ کے انکو عذاب
ابدی کیا جای مگر قبل اسکے کہ اس باب مین کچھ کہا جای یہ لکھنا ضرور ہی کہ یہ
بحثین نہایت مشکل مباحث مین سے ہین اور انکی تحقیق اس مسئلہ کی تحقیق پر
مبنی ہے جو مسئلہ وجوب اصلح ہے پس اس مسئلہ کی نسبت جو امر حق ہی اس
مقام پر لکھنا ضرور ہی تحقیق دقیق مسئلہ اصلح کی حقیقت یہ ہی کہ معتزلہ
مین سے کچھ لوگ اسکے قائل ہین کہ اللہ تعالی پر اصلح فی الدین و الدنیا کا صدور

واجب ہو اور یہ معتزلہ بغدادیہ کا قول ہو اور معتزلہ بصرہ اسکے قائل ہین کہ
اصلح فی الدین اللہ تعالی پر واجب ہو اور اہل سنت وجماعت اسکے قائل
ہین کہ جو اصلح بندہ کے حق مین ہو وہ کسیطرح اللہ تعالی پر واجب نہین ہے
اور مذہب حق شیعہ امامیہ مین سب نے اس باب مین اتفاق کیا ہو کہ اصلح
فی الجملہ اللہ تعالی پر واجب ہو مگر بعض علما کے قول سے معلوم ہوتا ہو کہ اصلح
ہر شخص کے لیے اسکے حق مین اللہ تعالی پر واجب ہو اور بعض اسطرف مائل ہوی ہین
کہ جو اصلح نظام کلی کے لیے ہو وہ واجب ہوتا ہو اور ہر ہر شخص کے لیے جو اصلح ہو وہ
واجب نہین ہوتا اور محقق طوسی علیہ الرحمہ نے تجرید مین یہ فرمایا ہو کہ والاصلح
قد یجب بوجود الداعی و انتفاء الصارف یعنی اصلح کسی واجب ہوتا ہو بوجہ وجود
داعی اور منتفی ہونے مانع کے اور اخوند مجلسی علیہ الرحمہ کا قول حدیقہ سلطانیہ مین
جناب سید العلما طاب ثراہ نے حق الیقین سے یہ نقل کیا ہو کہ اکثر امامیہ کا اعتقاد
یہ ہو کہ جو امر اصلح ہو خلق اور نظام عالم کے لیے اسکا کرنا اللہ تعالی پر واجب ہے
اور بعض متکلمین کا یہ قول ہو کہ فعل الہی کے لیے ضرور ہو کہ متضمن ہو مصلحت پر مگر اصلح
ہونا ضرور نہین اور ظاہر انکا اس مسئلہ مین ضرور نہین ہے تمام ہوا کلام اخوند علیہ الرحمہ کا
مگر بعد دریافت ان سب امور کے یہ جاننا ضرور ہو کہ اصلح سے مراد درحقیقت یہ ہو
کہ جو ایسے مصالح پر متضمن ہو جو اسکے صدور کی مرجح ہوسکین اور ان مصالح کا تصور کئی
وجہ سے ہوسکتا ہو اول یہ کہ وہ مصالح بحسب ظاہر ہون اگرچہ درحقیقت بنظر حکمت
وہ مصالح موجود نہون اور اسکو اصلح بحسب ظاہر کہتے ہین اور یہ ظاہر ہو ایسے
اصلح کا وجوب کسیطرح لائق تسلیم نہین ہوسکتا ہو کیونکہ مدار صدور فعل حکیم خبیر مطلق کا
اصلی واقعات پر ہوتا ہو نہ کہ ظاہر پر یہ باقی جو اصلح فی الواقع ہو یعنی اسمین مصالح درحقیقت
ایسی موجود ہون جو مرجح اسکے صدور کے ہوسکین تو اسکی بھی متعدد صورتین متصور ہین

اول یہ کہ وہ اصلح علی الاطلاق ہو اور ہر طرح اسمین مصالح موجود ہون اور سب کے لیے
مناسب ہو اور کوئی جہت مصلحت مخالفہ کی اسکے معارض نہو اسکا وجوب
اللہ تعالی پر بنظر کمال حکمت و تفضل کے ضرور لائق تسلیم ہی اور اسمین نزاع
بالکل نادرست ہی اسواسطیکہ کہ اس صورت مین صدور اصلح کا ہر طرح عدم صدور
پر اسکے راجح ہے اور حکیم مطلق سے ترجیح مرجوح محال ہے تو صدور اصلح جو
راجح ہے بمقابلہ اسکے عدم صدور کے جو مرجوح ہی ضرور واجب ہوگا دوسرے
یہ کہ اصلح من وجہ ہو اور اس سے مراد یہ ہی کہ بعض وجوہ سے صدور اوسکا
راجح ہو اور بعض وجوہ سے اسکا عدم صدور راجح ہو اور انمین کوئی وجہ ترجیح جانب
کی بنظر حکمت ممکن نہین ہو اور اس صورت مین صدور اس اصلح کا ممکن نہین ہی
کیونکہ حکیم سے ترجیح بلا مرجح محال ہی تیسری صورت یہ ہی کہ باوجود اصلح من وجہ
ہونیکے اسکی جانب وجود کو ترجیح ممکن ہو مثلاً وہ اصلح ہی بہ نسبت نظام کلی کے
اور اصلح نہین ہے بہ نسبت بعض اشخاص کے تو چونکہ یہ ظاہر ہے کہ رعایت
مصالح کلیہ کی جو ان اشخاص کی اور دیگر اشخاص کی دونون کے مصالح پر مشتمل
ہین بمقابلہ مصالح جزئیہ تنہا بعض اشخاص کے ضرور راجح ہی تو ایسے اصلح کا بھی
صدور ضرور واجب ہوگا اور علی ہذا القیاس اگر وہ اصلح بہ نسبت بعض اشخاص
کے ہو اور بعض اشخاص کے لیے اصلح نہو مگر کوئی وجہ ترجیح کی ہو اس باب مین
کہ بعض اشخاص کے مصالح کی رعایت کیجای اور بعض کے مصالح کی رعایت نکیجای
اس صورت مین بھی گو اصلح من وجہ اور بہ نسبت بعض اشخاص کے ہی مگر جب وہ راجح ہی
تو صدور اسکا بوجہ استحالہ ترجیح مرجوح کے ضرور ہی اور یہی صورت ہی جب اصلح کو
بنظر حالات و اوقات لحاظ کرین پس مدار صدور اصلح کا ہر صورت مین اور ضابطہ
کلی اسکا یہ ہی کہ جس صورت مین اصلح جمیع وجوہ سے ہر طرح یا بعض وجوہ سی

ہر طرح راجح ہو جائیگا تو اُسکا صدور حکیم سی ضرور ہو گا گو اصلح بہ نسبت نظام کلی کے ہو
یا بہ نسبت کسی شخص واحد کے مگر اونکا صدور خاص اُسی حالت اور خاص اسلوب میں
ضرور ہوگا جسکی نظر سی وہ راجح ہوا اور دوسرے وقت یا حالت مین اوسکا صدور
واجب نہوگا پس اگر مراد اصلح سے یہ لیجای کہ جو ہر طرح راجح ہو خواہ نظام کے لیے
یا ایک شخص کے لیے تو یہ قول صحیح ہو گا کہ ایسے اصلح کا صدور ہمیشہ اللہ تعالی پر بنظر
اسکے حکمت وتفضل کے واجب ہی اور اگر اصلح سے یہ مراد ہو کہ جسمین مصالح فی الجملہ موجود
ہون تو وہ قول محقق علیہ الرحمہ کا صحیح ہی کہ اصلح کبھی واجب ہوتا ہی لیکن یہ قول اہل سنت
کا کہ اصلح کبھی واجب نہین ہوتا ہی صحیح نادرست ہی کیونکہ جب ہر عاقل پر ضرور ہے
کہ وہ کوی فعل ایسا جسمین ہر طرح مصالح ہون ترک نہ کرے تو حکیم مطلق پر تو ضرور
واجب ہوگا کہ بمقتضای اپنی حکمت کے جس کام مین ہر طرح مصالح ہون اُنکو ترک
نہ کرے بہرحال جو کہ بیان ہوا اُس سے واضح ہو گیا ہی کہ اصلح کی کیفیت مختلف ہوتی ہی
پس کوی اصلح ہوتا ہی نظام کلی کے لیے اور ہر شخص کے لیے اصلح نہین ہوتا ہی اور کوی
اصلح ہوتا ہی خاص بعض اشخاص کے لیے اور نہین اصلح ہوتا ہی بعض دیگر اشخاص کے
حق مین اور پھر کبھی ایک امر اصلح ہوتا ہی ایک وقت خاص مین اور نہین اصلح ہوتا ہی
دوسرے وقت مین پھر ایک امر اصلح ہوتا ہی بعض حالتمین اور اصلح نہین ہوتا ہی
دوسری حالت مین اور ان سب صور تونمین مدار اصلح کے وجوب یا عدم وجوب کا
خاص اسکی حالت واقعی پر ہوتا ہی کہ ظاہر پر نہ جسکو کوی شخص اصلح سمجھی اور چونکہ اس
امر کا علم سوای اللہ تعالی کے کسیکو جیسا ہمنی پہلے اشارہ کیا ہی دشوار ہی کہ بنظر تمامی حالات
اور بنظر تمامی اشخاص وبنظر تمامی اوقات کیا امر اصلح ہی تو مراد وجوب اصلح سی یہ ہی
کہ جو امر اللہ تعالی کے علم مین بنظر حالات واقع کے اصلح ہوتا ہی اُسکا وقوع اسطرح جسطرح
وہ اصلح ہی واجب ہوتا ہی بنظر اُسکی کامل حکمت وتفضل کے اور جب یہ سب دریافت ہوچکا

تو اب جواب بحث مذکور کا یہ ہے کہ جب کیفیت اصلح کی مختلف ہوئی تو اب یہ ظاہر ہے
کہ جن لوگون کو اللہ تعالی خلق کرتا ہے اور انکو موقع ضروری تکمیل کا دیتا ہے اوسیطرح
انکے بعد انکے کہ وہ جب استحقاق ثواب یا عقاب کا حاصل کر لیتے ہین حیات ابدی
دیکر ثواب ابدی دیتا ہے انکے حقمین ضرور یہی امر اصلح ہوتا ہے کیونکہ اس صورتمین
گو اصلی ثواب وعقاب دائمی کی بنا خواہ تفضیل پر ہے مگر وہ اسکو ایک حصہ صحیح
اور ایک استحقاق ظاہری کی بنا پر حاصل کرتے ہین اور یہ انکے لیے ضرور اصلح ہے
اور علاوہ ازین اس امر کا ہونا ثبوت اسکا ہوجاتا ہے کہ مدار اللہ تعالی کے عطا
اور تفضل کا بھی در اصل عدل پر ہے تو اسطرح اسکا ہونا انکی حقمین بھی اصلح متصور
ہے جنکو ویسا موقع تحصیل کرنے استحقاق ظاہری کا نہین ملتا ہے مگر بنظر عدل اور
تفضل اللہ تعالی کے انکو ثواب عطا ہوتا ہے کیونکہ وہی امر اول سند اسکا بھی
ہوتا ہے کہ انکو درحقیقت علم اللہ تعالی مین استحقاق اس تفضیل کا نہوتا تو ممکن نہ تھا
کہ ویسا تفضل انکے حقمین ظہور مین آتا باقی ان اشخاص کے حقمین اول صورت کا ہونا
اور موقع تکمیل کا نہ دینا بھی بسبب بعض دیگر وجوہ سے اصلح تھا جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے تو
اس وجہ سے انکی حقمین یہ امر ظہور مین آتا ہے **چھٹی دلیل** یہ کہ قبل ازین بہت سے
انسان مسخ ہوگئے بوجہ عذاب کے اور قرآن مین اسکی خبر دی ہے اور فرمایا ہے ولقد
علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت فقلنا لھم کونوا قردۃ خاسئین یعنی اور
ہر آئینہ جانا تمنے ان لوگون کو جنھون نے زیادتی کی تم مین سے ہفتہ کے دن مین پس کہا
ہمنے انکو کہ ہوجاؤ تم بندر ذلیل اسکی اور اسکی وجہ مختصر یہ منقول ہے کہ ایک قوم کو
حکم ہوا تھا کہ ہفتہ کے دن وہ مچھلیون کا شکار نکرین اور باقی ایام ہفتہ مین شکار کرین
اور یہ واقع ہوتا تھا کہ مچھلیان ہر روز تہ دریا مین چھپی رہتی تہین اور خاص ہفتہ کے
دن نکل کے دریا مین بکثرت پیرا کرتی تھین اور اسوجہ سے ان لوگون کو مقام صبر کا

باقی نہ رہا اور ہفتہ کے روز انہون نے متصل دریا گڑھے بنای اور پانی زمین کاٹ کے لیگئے اور جب زمین وہ مچھلیان آکے جمع ہوگئین تو انکے دریا کی جانیکے راہ کردی اور اتوار کے دن یا بعد ازان شکار مچھلیون کا اُن لوگون نے کیا اور اسوجہ سی اُنپر عذاب نازل ہوا کہ بحکم خدا وہ سب بندر ہوگئے اور یہ بھی پارہ سیقول قرآن شریف مین ہی الم تر الی الذین خرجوا من دیارھم وھم الوف حذر الموت فقال لھم اللہ موتوا ثم احیاھم یعنی آیا نہین دیکھا تو نے طرف ان لوگون کے جو نکلے اپنے گھرونسے اور وہ ہزارون تھے بسبب خوف موت کے پس کہا اللہ نے اُنسے کہ مرجاؤ تم بعدازان زندہ کیا اللہ نے اُنکو اور اس مین یہ قصہ صریحا مذکور ہی کہ ایک دفعہ ہزارون آدمی بوجہ خوف موت کے اپنی گھرونسی نکلے تھے اور بحکم خدا وہ سب مرگئے تھے اور بعد مدت کے جب ایک پیغمبر کا جو ظاہرا حضرت خرقیل تھے وہان گذر ہوا تو اُنکی دعا سے وہ سب زندہ ہوگئے اور پارہ تلک الرسل مین یہ قصہ حضرت عزیر پیغمبر کا منقول ہی او کالذی مر علی قریۃ وھی خاویۃ علی عروشھا قال انی یحی ھذہ اللہ بعد موتھا فاماتہ اللہ مائۃ عام ثم بعثہ یعنی یا مثل اُس شخص کے جو گذرا ایک قریہ کے پاس جو خالی پڑا تھا اپنی چھتون پر کہا اُس نے کب زندہ کریگا اُنکو اللہ بعد اُسکی موت کے پس مار ڈالا اسکو اللہ تعالی نے سو برس کے لیے بعدازان اٹھایا اُسکو اور اس سی ثابت ہے کہ حضرت عزیر بعد موت کے پھر زندہ کیے گئے سو برس کے بعد اور بہت سے مُردون اور پیغمبرون اور امامون نے بحکم خدا زندہ کیا بعد اسکے کہ وہ مرگئے تھے اور بعض صور تو نہین بعد ایک مدت کے اُنکی موت سی اور کتب شیعہ مین یہ عقیدہ رجعت کا مذکور ہے کہ آخر زمانہ مین حضرت رسول اللہ اور ائمہ ہدا اور بہت سی مومنین کاملین اور بہت سی بڑے بڑے گنہگار زندہ ہوکر پھر دنیا مین

آوینگے اور علاوہ ازین خود عقیدہ حشر و نشر جو متفق علیہ معظم اہل اسلام کا ہی
اور اکثر ادیان کا اسپر اتفاق ہو اور اُسمین دوبارہ آدمی بعد مرنیکے زندہ کیا
جاتا ہی تو یہ سب صورتین بسبب وقوع تناسخ کے ہین مگر اسکی نسبت یہ اعتراض
صحیح وارد ہوتا ہی کہ ان صورتون مین روحین اپنی ابدان سابقہ سی متعلق رہتی ہین
یا بعد موت کے پھر اپنے اپنے ابدان سابقہ سی متعلق ہوکے زندہ ہوتے ہین بدن
یا روح مین تبدل واقع نہین ہوتا ہی پس یہ کوی صورت تناسخ کی نہین ہے
اسواسطیکہ تناسخ تو اسکا نام ہو کہ ایک روح ایک بدن کو چھوڑکر دوسری بدن سے
متعلق ہو آور جو لوگ اسکے قائل ہین کہ اللہ تعالی بعد موت کے بروقت
حشر کے روحون کو ابدان مماثل ابدان سابقہ مین محشور کریگا آور جو بعض احادیث
مین وارد ہی کہ بعد مرنے کے روحون کو ابدان لطیفہ مماثل ابدان دنیا عطا
ہوتے ہین انکی نسبت بھی یہ نہین کہا جا سکتا ہی کہ یہ صورت تناسخ کی ہو کیونکہ
تناسخ نام اسکا ہو کہ روحین دوسری اجسام کثیفہ مین متعلق ہوکے دنیا مین آئین پھرین
اور مثل سابق کے پھر پیدا ہون بچی ہون بڑہین جوان ہون اور بوڑہی ہون
نہ یہ کہ دنیا سی علیحدہ اجسام لطیفہ کاملہ مین رہین یا ایک دوسری عالم مین انکو
اجسام مماثل عطا ہون ساتوین دلیل یہ ہی کہ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہین
کہ حالات افراد انسان اور انکے نفوس کی کیفیات اور اعمال اور انکی نتائج
کامیابی اور ناکامی مین بڑا فرق ہین ملاحظہ کیا جاتا ہی مثلاً بعض اشخاص ہمیشہ
اعمال کرتے ہین اور نیک نفس بھی ہوتے ہین مگر وہ ہمیشہ کامیابی دنیا سی
محروم رہتے ہین اور برخلاف انکی بعض اشخاص ایسے ہوتے ہین کہ وہ ہمیشہ
بد اعمالیان کیا کرتے ہین مگر وہ ہر طرح کامیاب ہوتے رہتے ہین آور چونکہ یہ
ناکامی اور کامیابی ضرور تقدیر الٓہی ہو تو اسکے لیے کوی وجہ صحیح مناسب قبول

ساتوین دلیل

حاشیہ متعلق صفحہ ۵۵

[illegible]

[illegible]

حاشیه متعلق صفحه ۵۵

ہونی ضرور ہے اور اسکی وجہ سوای اسکے کوی ممکن نہین ہے کہ جسنے اعمال صالحہ و
نیک اپنی حیات سابقہ مین کیے ہین اب وہ ہمیشہ کامیاب رہتا ہے اور جسنے
اعمال قبیحہ پہلی حیات مین کیے ہین اسکی وجہ سی اب وہ ہمیشہ ناکام رہتا ہے پس
اسطرح تناسخ کا تسلیم کرنا ضرور ہے لیکن یہ دلیل اول تو اسوجہ سی درست نہین ہے
کہ یہ کامیابی وناکامی دنیا کسیطرح بوجہ خوبی یا بدی اعمال کے متصور نہین ہوسکتی ہے
کیونکہ جو اچھے لوگ ہوتے ہین اکثر وہی دنیا مین ناکام رہتے ہین دوسرے یہ کہ جب
امور دنیا مین تاثیرات قدرتی کے ساتھ تاثیرات انسانی اور تاثیرات شیاطین اور
دیگر اجسام کے بھی موجود ہین تو اب ضرور نہین ہے کہ کامیابی یا ناکامی دنیا کی لیے
کوئی وجہ صحیح ہو نیز اسلیے کہ یہ معنی اس امر کے کہ سب امور دنیا کی بموجب تقدیر ربانی
ظہور مین آتے ہین یہ نہین ہین کہ یہ جملہ امور خاص بتاثیرات قدرت الہی ظہور مین
آتے ہین کیونکہ یہ صریح غلط ہے جیسا قبل ازین مذکور ہوا ہے بلکہ اس سے مراد ضرور
یہ ہے کہ اللہ تعالی کے علم ازلی مین یہ امر گذرا ہے کہ اس اس قسم کے امور دنیا مین
واقع ہونگے کچھ بتاثیرات قدرت الہی اور کچھ بموجب تاثیرات ملائکہ اور کچھ بتاثیرات
اجسام اور کچھ بتاثیرات حیوانات اور کچھ بتاثیرات انسانون کے اور کچھ بتاثیرات
شیاطین کے پس سوای تاثیرات قدرتی کے اور امور کے لیے کچھ ضرور نہین ہے
کہ کوی وجہ صحیح ہو حقیقی یہ کہ کامیابی دنیا کو خواہ مخواہ ایسا عمدہ سمجھنا کہ وہ عوض
اعمال صالحہ کا ہوسکے اور برخلاف اسکے ناکامی دنیا کو ایسا خراب اور ناقص
خیال کرنا کہ وہ عوض اور سزا اعمال بد کی ہوسکے ایک بڑی غلطی عظیم ہے سوا اسکے
علاوہ اسکے کہ بہت سی آیات اور احادیث سی برخلاف اسکے یہ ثابت ہوتا ہے
کہ کامیابی یا ناکامی دنیا کچھ لائق لحاظ نہین ہے بلکہ اکثر ناکامی دنیا عمدہ ہوتی ہے
اور فوائد پر متضمن ہوتی ہے یہ امر صریح ظاہر بھی ہے کہ اکثر ناکامی دنیا کی ساتھ

ایسی امور مہیا ہوتے ہین اور اکثر ایسی فوائد عظیمہ پر متضمن ہوتی ہی اور برخلاف اسکی
کامیابی دنیا اکثر ایسی مکارہ پر مشتمل ہوتی ہی اور اسکی وجہ سی خراب نتایج لاحق
حال ہوتے ہین کہ جو انکو بخوبی بنظر صحیح دریافت کرے وہ ضرور اسکا قائل ہوگا
کہ اسکی کوی وجہ صحیح نہین ہے کہ ناکامی دنیا بمقابلہ کامیابی دنیا کے عمدہ نہ سمجھی
جاوی بلکہ اصل حقیقت آدمی خیال کرے تو وہ ضرور اسکا اعتقاد کریگا کہ کامیابی
دنیا سی ناکامی دنیا بمراتب عمدہ ہے مگر یہ مقام درحقیقت زیادہ غور کامل کا
محتاج ہے پانچوین یہ کہ اگرچہ کامیابی اور ناکامی دنیا کی کیفیت زیادہ تر باقاعدہ
نہو مگر جب دنیا عالم اسباب ہی اور ہر ناکامی یا کامیابی کے لیے ضرور ایک علت
اور سبب ظاہری سوجود ہوتا ہی تو اب یہ خیال بھی درحقیقت نادرست ہی کہ علت
ناکامی یا کامیابی دنیا کی وہ اسباب ظاہری نہین ہین بلکہ ضرور اس کے ایک
اور علت غیر ظاہری ہے اور وہ تناسخ ہی اس سے تو بہتر قول اون لوگون کا ہی
جو اسکے لیے کوعلت غیر ظاہری خیال کرتے ہین مگر وہ کہتی ہین کہ اسکا باعث
حقیقی وہی مشیت ایزدی ہی چھٹی یہ کہ جو ادنی غور کرے وہ دریافت کرسکتا ہی
کہ ناکامی دنیا تو ضرور حصہ اچھی لوگونکا ہوجاتا ہی اور کامیابی دنیا تو ضرور حصہ
خراب اور چالاک اشخاص کا ہونا چاہیئی اور اسکے چند وجوہ ظاہری نہایت
صاف و ظاہر ہین جنمین سے اول یہ ہی کہ یہ تمام عقلا کا مسلم امر ہی کہ مدار کمالات
انسانی اور خوبی کا زیادہ تر علوم و معارف اور حکم کے تحصیل پر ہی اور یہ ظاہر ہے
کہ انکے تحصیل کے لیے ایک مدت دراز اسطرح صرف کرنیکی ضرورت ہی کہ اس
زمانہ مین دیگر ہر قسم کے اشتغال دنیا سی علیحدگی حاصل کیجاوی اور برخلاف اسکی
مدار کامیابی دنیا کا اسپر ہے کہ آدمی بہت سی اشتغال اور افکار دنیا مین ایک
مدت عمر صرف کرے تو اب اس جگہ پر یہ بخوبی ثابت ہوگیا ہی کہ راہ تحصیل کمالات

انسانی اور خوبی انسانی کی بالکل مخالف راہ کامیابی دنیا کی ہے اور انمین فرق
مشرق و مغرب کا ہی اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جو اچھی لوگ ہین وہ ضرور اسطرف
مائل ہوتے ہین کہ کمالات انسانی حاصل کرین اور جب اسطرح وہ کمالات انسانی
کی تحصیل پر کمر باندہینگی تو ضرور وہ اشغال کامیابی دنیا سی محروم رہینگی پس ناکامی
دنیا ضرور انکا حصہ ہوگا اور برخلاف اسکے جو خراب اور چالاک اشخاص ہین
وہ ضرور بوجہ ہوس دنیا مختلف اشغال دنیا مین ایک مدت عمر صرف کرینگے تو
گو وہ کمالات کے تحصیل سے ضرور ناکام رہینگے مگر کامیابی دنیا سی بطور نتائج اپنی
اشغال کے ضرور وہ کامیاب ہو جائینگے پس کامیابی دنیا کی وجہ صحیح تو یہی غلطی ہی
جو آدمی کو کمالات سی محرومی کا باعث ہوتی ہے اور ناکامی دنیا کی بھی یہی وجہ صحیح ہی
کہ اکثر تحصیل کمالات کی فکر اسکا باعث ہوسکتی ہی دوسرے یہ کہ جب بموجب صحیح
بالا اکثر چالاک اور خراب لوگ دنیا مین کامیاب ہوئے تو اسوجہ سی بھی اکثر خراب
اور چالاک آدمی کامیاب ہوسکینگی کیونکہ ایسی لوگون کو زیادہ مدد اپنے ہمجنسون کی
مل سکیگی اور اچھی لوگ ضرور ناکام رہینگے کیونکہ بوجہ عدم مجانست انکو ان کامیاب
اہل دنیا سی مدد ضروری نہین مل سکیگی آٹھوین دلیل یہ ہی کہ بعض اشخاص یہ خیال
کرتے ہین کہ بعض حیوانات مین بعض صفات انسانی پائیجاتی ہین جو شاہد اسکی ہین
کہ ضرور نفس انسانی بذریعہ تناسخ کے ایسے حیوانات کے ابدان سے متعلق ہوتی ہی
مثلا شہد کی مکھی کے گروہ مین ایک رئیس مقرر ہوتا ہی جسکی تعظیم سب کرتے ہین
اور وہ بڑی ہمدردی سے اپنے ہمجنسون کی حمایت کرتے ہین اور بڑے عمدہ صنعت
سی شیرہ شہد کا طیار کرتی ہین بعض جانور مثل بئے وغیرہ کے نہایت عمدہ صنعت سی
اپنے رہنے کا گہر بناتے ہین دیکھو ریشم کے کیڑے کیسی خوبی سی ریشم کو طیار کرتے ہین
اور اونٹ بہت خوشی سی راگ کو مثل انسانون کے سنتا ہی اور محو ہو جاتا ہے

سانپ بھی نہایت میلان کے ساتھ راگ کو سنتا ہی کبوتر کیسی خوبی سی طریقہ اختلاط
زن وشوہر کو انجام دیتی ہین اور عموماً طیور کیسی خوبی سی اپنی بچون کو دانہ کھلاتی ہین
خصوصاً مرغ خانگی کا حال اسمین لائق مشاہدہ ہی اور شیرمین کیسا تکبر اور دماغ ریاست
مثل انسان کے پایا جاتا ہی اچھی گھوڑو نمین اپنے مالک کی رفاقت اور اطاعت کامل
اور نمک حلالی کی صفت مثل عمدہ انسانونکے مشاہدہ ہوتی ہے کتونمین بھی چوکیداری
اور اپنی مالک کی رفاقت اور پاس نمک کی صفت مثل انسانون کے پائیجاتی ہی اور
خرگوش مین نامردی مشابہ انسان بزدل کے پائیجاتی ہی اور روباہ مین مکاری اور
غداری غدار انسانون کی موجود ہی بندرونمین اکثر حرکتین مجنون اور بدمزاج اور
مسخری انسانون کی مشاہدہ کیجاتی ہین اور ریچھ کے افعال مین جوہرون کی مشابہت
ہی اور طاؤس مین انسان خود آرا اور معجب اور رقاص کی مشابہت فعلی موجود ہی
ہاتھی کیسی اطاعت انسانیت کے ساتھ اپنے ہانکنی والے کی مثل انسان کے کرتا ہی
اور اکثر طیور کو نغمہ سرای مین گویون سی مشابہت تامہ ہی فاختہ مین کیسا مثل
صوفیون کے دم ہو نیکا مشغلہ موجود ہی مگر اسکی نسبت یہ اعتراض صریح وارد ہوتا ہی
کہ ان صفات کا صفات خاصہ انسانی یا نفس انسانی ہونا ثابت یہ مسلم نہین ان صفات
کی وجہ سی یہ ضرور ثابت ہوتا ہی کہ ان حیوانات سی ضرور نفس انسانی متعلق ہوا ہی
فقط اسقدر امر ضرور ثابت ہوتا ہی کہ بعض صفات مین انسان اور دیگر انواع حیوانات
باہم شرکت رکھتی ہین مگر یہ امور تو درحقیقت مختلف حکمت و صنعتہای صانع حکیم مطلق
کے آثار ہین اور اسنی اپنی کمال حکمت سی مختلف حیوانات کے نفوس حیوانی کو نظر
مختلف مصالح کے مختلف افعال کیطرف مائل خلق کیا ہی اور اس سے تناسخ کا اثبات
کسیطرح ممکن نہین ہے نوین ۹ دلیل یہ ہی کہ بعض اشخاص آیہ کریمہ و مامن دابۃ
فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم سی جسکی ظاہری معنی یہ ہین

که اورنهین هی کوی دابه بیچ زمین کے اور نه طائر جو اڑتا هی ساتهه اپنے دونون بازوکے
مگر چند گروه مثل تمهاری اسِ تقریر کے ساتهه تناسخ پر استدلال کرتے هین که اس
آیه کے معنی یه هین که یه سب هی ایسے گروه هین جو مثل تمهاری خلق اور معیشت
وغیره صناعات وعلوم مین تهی مگر انکے نفوس منتقل هوے هین صورت انسانیه
سی طرف اُن صورتون کے مگر یه صریح بے اصل هی کیونکه آیه مین فقط اسقدر
مذکور هی که یه دواب وطیور بهی تمهارے مثل مختلف گروهون پر مشتمل هین اور وه
مثل تمهاری مصنوع ایک حکیم مطلق کے هین یا آنکه انکی خلقت بهی مثل تمهاری
خلقت کے عمده صنائع حکمیه پر مشتمل هے اور بعض معاصرین نے بعد ذکر آیه مذکوره
ومامن دابة الخ اور بعض آیات مسخ کے یه لکها هی که جواب ایسی آیات احادیث
مسخ کا چند وجوه سی دیا گیا هی جنمین سے ایک وه قول علامه شیرازی کا هی جو اپنی
حکمت اشراق مین انهون نے لکها هی که یه آیات وغیره رموز نبویه سی هین اور اسرار
الٰهیه سی هین اور اوسکے محامل کتب تفسیر مین مذکور هین اور وه حجت اهل تناسخ کے
لئی نهین هوسکتی هین اور حاصل اُس جواب کا درحقیقت انهین جوابات کیطرف
رجوع کرتا هی جو قبل ازین هم ذکر کر چکے هین اور منجمله انکی یه قول شارح مقاصد کا بهی
ذکر کیا هی جسکا حاصل یه هی که آیات واحادیث مسخ سی استدلال تناسخ پر درست
نهین هے کیونکه تناسخ جسمین نزاع هے وه یه هی که نفوس انسانی بعد مفارقت ابدان انکے
دنیا مین دوسری ابدان سی تدبیر اور تصرف اور اکتساب کے لیے متعلق هون نه
یه که انکی اصلی ابدان کی صورت بدل جای جیسا مسخ مین هوتا هی یا آنکه اجزا اصلیه
انکے بعد تفرق جمع کر کے انهین اجزا سی پهر انکے ارواح متعلق هون جیسا معاد
کی صورت مین هوتا هی بموجب توهم بعض اهل تناسخ کے اور اسیوجه سی انهون
نے کها هی که کوی مذهب نهین هے مگر اسمین تناسخ کے لیے قدم راسخ هے اور

یہ ظاہر ہی کہ حاصل اس جواب کا وہی ہے جو ہم قبل ازین ذکر کر چکے ہین اور انہین
بعض معاصرین نے بعد نقل جواب مذکورہ بالا یہ کہا ہی کہ تو جانتا ہی کہ تبدل صور
ابدان کا مستلزم ہی تبدل ابدان مذکورہ کو یقیناً اسواسطے کہ تمام و کمال ہر شی کا
ساتھ اُسکی صورت کے ہوتا ہی نہ بسبب اُسکی مادہ کے اور جسوقت کہ متبدل
ہوگئی ابدان تو نہین چارہ ہی تناسخ سی مگر جواب اسکا اول تو یہ ظاہر ہی کہ مدار
اس کلام کا خاص اس قول مشائین پر ہی کہ جسم مرکب ہی ہیولی اور صورت جسمیہ سے
اور صورت بھی جزو جسم و بدن ہی مگر اسکی ثبوت مین ضرور جای بحث و کلام ہی دوسرے
یہ کہ حاصل جواب شارح مقاصد کا یہ ہی کہ مراد تناسخ سی جسمین نزاع ہی یہ ہی کہ بدن
بالکل بمادہ و صورت بدلجائین اور یہ ظاہر ہے کہ یہ مسخ یا معاد کی حالت مین واقع
نہین ہوتا ہی کیونکہ اصل مادہ تو وہی باقی رہتا ہی پس تناسخ کا ہونا اس صورت
مین لازم نہین آتا ہی بعد ازان انہین بعض معاصرین نے یہ لکہا ہی کہ بعض وجوہ
جواب اہل تناسخ سی وہ ہی جو صدر شیرازی نے اپنی تصانیف مین مثل اسفار و
حواشی حکمۃ اشراق کے لکہا ہی کہ جوابات مسخ پر دلالت کرتے ہین وہ حشر او رمعاد پر
محمول ہین مگر مین بکمال ادب اس کی نسبت یہ لکہنا چاہتا ہون کہ یہ تاویل
نہایت بعید تاویل ہی اور صریح مخالف روایات معتبرہ کے ہی جنہین صاف مقرر ہی کہ مسخ
خاص دنیا مین وقوع مین آچکا ہی اور اُسکی کوی ضرورت بھی نہین ہی کیونکہ جواب
تشافی استدلال اہل تناسخ کا جوابات صورت مسخ و معاد سی متعلق تہا جو قبل ازین
مذکور ہوچکا ہی دسوین دلیل یہ ہی کہ یہ دنیا عالم کون وفساد ہی اور اسمین ہمیشہ
ایسا ہوا کرتا ہی کہ پانی ہوجاتا ہی اور ہوا پانی ہوجاتی ہی اجزا مٹی کے نبات ہوجاتے
ہین اور نبات کو جب حیوان کہاتا ہی تو اب جسم نباتی کو حیات حیوانی حاصل ہوجاتی ہی
اور وہ جاندار اور مدرک جسم ہوجاتا ہی پھر گوشت حیوان کا جب انسان کہاتا ہی

تو وہ جسم حیوانی جسم حیوانی ہو جاتا ہی اور سیطرح وہی جسم حیوان ناطق کا جز ہو جاتا ہی
تو اس صورت مین یہ ظاہر ہی کہ بدن انسانی کو بعد موت کے ایک جزوی حیات
انسانی حاصل ہوتی ہی تو اب ثابت ہوا کہ جسم حیوان مین لیاقت قبول حیات
انسانی کی ہے اور نفس انسانی مین ضرور لیاقت تعلق بدن حیوانی اور نباتی کی ہی
اور علاوہ ازین جب انسان مرجاتا ہی اسکی اجزا مٹی ہو جاتی ہین گیارھوین دلیل
یہ ہی کہ بنظر حالات خلق الانسان ظاہر ہے کہ روح انسانی بھی مثل جسم کے اوسی
نطفہ کے مادہ سی حادث ہوتی ہی پس ضرور ایک جزو مادہ روحانی باپ کا مٹی
کی مادہ خلقت کے ساتھہ منفعل ہوتا ہی اور اسپر شاہد وہ مشابہت ہی جو اکثر امور
مین درمیان باپ اور بیٹی کے ہوتی ہی تو اسطرح یہ لائق تسلیم ہی کہ ایک خفیف روح
پدری کا بیٹی کے جسم سی متعلق ہوا ہی اور اس سے ایک قسم کا تناسخ کا ثبوت ہوتا ہی
مگر یہ لائق تسلیم نہین ہے کہ کوی جزو روح کا ہوتا ہی اور بعد اجزا غیر ہے کل کا تو ضرور ہے روح
بیٹے غیر ہے روح باپ کے پس تناسخ ثابت نہین ہوتا ہی بارھوین دلیل یہ ہے
اختلافات قومی اور خاندانی حالات مین مشاہد ہین کبھی کسی قوم کے خاندان مین
علوم و حکم کی کثرت ہوتی ہی اور حکما اور شجاع اور اولوالعزم لوگ پیدا ہوتی ہین
اور برخلاف اسکے پھر کسی زمانہ مین دوسری قوم یا خاندان مین اس قسم کی لوگ
پیدا ہوتے ہین اور قوم یا خاندان اول مین برخلاف اسکے وقوع مین آتا ہے
پس یہ شاہد ہی کہ ارواح ایک قوم یا خاندان کی دوسری قوم یا خاندان مین بذریعہ
تناسخ منتقل ہوتے ہین مگر یہ ظاہر ہے کہ یہ سب محض شبہ ہی اور بظاہر یہ سب
امور اثر انتظام حکیمانہ حکیم مطلق کے ہین اور بذریعہ نفوس جدیدہ کے ان امور کا
ظہور بہر حال ضرور واجب التسلیم ہی **لطیفہ مناسبہ** بعض احادیث
کتاب السماء و بحار العالم سی ثابت ہوتا ہی کہ جو حیوانات اب مسوخات کہلاتی ہین

وہ نسل سے اون انسانون کے نہین ہین جو بوجہ عذاب کے مسخ ہوگیئ تھی وہ لوگ تو تین ہی دن کے عرصہ مین سب کے سب مرگئے تھے اور یہ جانور انہین اشکال ممسوخہ پر خلق ہوی ہین اور صرف بوجہ مشابہت کی مسوخات کہلاتی ہین **نکتہ مناسب مقام** اس مقام مین بحث کی گئی ہو کہ جو لوگ بوجہ عذاب مسخ ہوگیئ تھے آیا وہ انسان باقی رہے تھے یا نہین پس جو لوگ انسان اُسی نفس مجرد انسانی کو سمجھتی ہین اُنکی قول کے بموجب تو وہ ضرور بدستور انسان باقی رہی تھے کیونکہ جو تغیر ہوا تہا وہ صرف بدن مین ہوا تہا اور نفس مین کچھہ تغیر نہین ہوا تہا مگر جو لوگ اسکے قائل ہین کہ انسان وہی بہ بنیہ بدن معہ اوس روح کے ہی جو اسمین ساری ہے یا انسان وہی بدن ہے اس حیثیت سی کہ اسکی ساتھہ ایک روح یعنی نفس مجرد متعلق ہے اُنکی اقوال کی بموجب درحقیقت انسان باقی نہین رہی تھے بلکہ ضرور حیوان ہوگیئ تھے مگر اسمین کوی مضائقہ نہین ہے جسطرح ہوا پانی ہوجاتی ہے یا پانی ہوا ہوجاتا ہے اسیطرح ممکن ہے کہ بحکم خدا انسان حیوان ہوجای یا بحکم خدا حیوان انسان ہوجای لیکن علے العموم حکما انسان کی حقیقت مین حیوان ناطق ذکر کرتے ہین اور اس صورت مین اگر کوی اسکا قائل ہو کہ مدار انسانیت کا ایک بنیہ خاص بدن پر نہین ہے بلکہ خاص مدار اسکا حیوانیت اور تعلق نفس مجرد پر ہے تو اس صورت مین یہ لازم آئیگا کہ وہ انسان باقی رہے تھے کیونکہ گو بدن خاص بدلگیا تہا مگر بااینہمہ وہ حیوان باقی رہی تھی اور اُنسی بدستور ایک نفس مجرد متعلق تھا

اب مین یہ لکھنا ضرور چاہتا ہون کہ بعض معاصرین نے منجملہ دلائل اہل تناسخ کے جو دلائل ذکر کئے ہین اُنمین سے ایک یہ بھی دلیل ہے کہ تعطل وجود مین نہین ہے اور اگر نہ متعلق ہو نفس بعد مفارقت کے تو تعطل نفس کا لازم ائیگا اور جواب اسکا مع متقدمین دیا ہے مگر یہ دلیل درحقیقت بعض اُنہین دلائل کیطرف رجوع

گو یہ امر متفق علیہ قائلین تناسخ اور مبطلین تناسخ کا ہے کہ روح انسانی ایسا جوہر ہے جو فساد کو قبول نہین کرتا ہے تو قیاس اسکا اجسام مذکورہ پر صحیح نادرست ہے اور علی ہذا القیاس بریشم کا کیڑا جو تتلی ہوجاتا ہے اوس سے بھی تائید خیال تناسخ کی ممکن نہین ہے جبکہ یہان بدن اور روح کچھہ نہین بدلتی ہے بلکہ صرف بدن کی صورت بدل جاتی ہے ۱۲

کرتی ہو جسکو ہم قبل ازین ذکر کرکے اُسکا جواب بھی بکمال صراحت دیچکی ہین
دوسری یہ دلیل بھی نقل کی ہو کہ شان نفوس سے استکمال ہو اور استکمال
بی تعلق بدن کے ممکن نہین ہے اور اسکی نسبت یہ کلام کیا ہو کہ ہم نہین تسلیم
کرتے ہین کہ استکمال نفس کا ہمیشہ جبتک نفس باقی رہے باقی رہتا ہو اور اگر
اِسے تسلیم کیا جاوی تو اگر مراد تعلق سے یہ ہو کہ تعلق تدبیر اور تصرف کا بعد اُسکی
مفارقت بدن کے ضرور ہو تو ایسی تعلق کا ضرور ہونا ممنوع ہو اور اگر اُس سے
اعم مراد ہو یعنی مطلق تعلق کسیطرح کا خواہ بطور تعلق تدبیر و تصرف ہو یا کسی اور طرح
تعلق جو تعلق تدبیر و تصرف کا نہو تو اُس سے تناسخ کسیطرح ثابت نہوگا کیونکہ تناسخ
عبارت ہی خاص تعلق نفس سے ساتھ دوسرے بدن کے بتعلق تدبیر و تصرف کے
تمام ہوا کلام اُنکا اور صاحب تحفہ نی لکھا ہو کہ بعض لوگ آیہ کریمہ کلما نضجت جلودهم
بدلناهم جلودا غیرها سے جسکے معنی یہ ہین کہ جب جُلس جاتی ہین جلدین اُنکی
تو بدلتی ہین ہم اُنکی جلدون کو اور جلدون سی استدلال تناسخ پر کرتے ہین اور
ظاہر استدلال اُن لوگونکا جسکا صاحب تحفہ نی ذکر کیا ہو یہ ہے کہ اُس آیہ سی مراد
اُنکی دانست مین یہ ہو کہ جب ابدان لائق تصرف اور فیضان نفوس کے نہین رہتی ہین
تو وہ دوسری ابدان سی بدلدیجاتی ہین مگر یہ ظاہر ہے کہ یہ صریح غلطی اُن لوگونکی ہو کیونکہ
یہ امر درحقیقت صاحب تحفہ نی بھی لکھا ہو کہ دنیا کی حالات سی متعلق نہین ہو یہ تو
کچھ ذکر تبدل ابدان کا سی بلکہ اسمین یہ حال دوزخیونکا مذکور ہو کہ جب اُنکی جلدین جلکر
فاسد ہو جاتی ہین تو اُنکو اور جلدین ملتی ہین اور اسیطرح استدلال بعض اہل تناسخ کا
آیہ کریمہ کلما ارادوا ان یخرجوا منها اعیدوا فیها سے جسکے معنی یہ ہین کہ جب ارادہ
کیا انہون نی کہ نکلین اُس سی تو پھیر دیجاتی ہین وہ اُسمین اسوجہ سی بھی درست نہین
کہ اُنکا یہ قول غلط ہو کہ مراد آیہ سی یہ ہو کہ جب نفوس ابدان سی بوقت موت نکلنا چاہ

ہین تو اور ابدا نہین بطور تناسخ کے پھیر دیجاتے ہین اسوجہ سے کہ ضمیر منہا اور فیہا کیطرف
نار اخروی کی راجع ہے اور مراد یہ ہے کہ جب اہل دوزخ آتش دوزخ سے نکلنا چاہتے ہین
تو پھر اُسی آتش دوزخ مین پھیر دیجاتی ہین پس اسمین بھی عذاب آخرت اہل نار کے
کیفیت کا ذکر ہے اور دنیا مین پھر ابدان آخر مین نفوس کے پھیر دی جانیکا بالکل
ذکر نہین ہے اور علاوہ ازین اگر ضمیر منہا اور فیہا کیطرف ابدان کے راجع فرض کیجاے اور
روحون کے اعادہ کا بھی ذکر فرض کیا جاے تاہم یہ معنی ہوتے ہین کہ جب روحین
اپنی ابدان سے نکلنا چاہتی ہین تو وہ انہین ابدا نہین پھیر دیجاتی ہین نہ کہ دیگر ابدان مین
اور اس صورت فرضی مین بھی یہی تناسخ کا ثبوت اس سے کسیطرح نہین ہوتا ہے مگر
یہ معنی در حقیقت فرضی ہین اور صحیح معنی آیہ کے وہی ہین جو قبل ازین مذکور ہوے ہین

خاتمہ اب بعد ذکر ان سب دلائل اور مباحث کے جو قبل ازین مذکور
ہوے ہین فقط نتیجہ اس سب کلام کا بکمال اختصار لکھنا ضرور ہے مگر قبل اسکے کہ مین
نتیجہ مذکور کو لکھون یہ لکھنا ضرور ہے کہ مسئلہ تناسخ کے متعلق چند مسائل ہین اول
انمین سے یہ ہے کہ آیا تناسخ علی العموم واقع ہوتا ہے جیسا قول اہل تناسخ اور خصوص ہنود کا
ہے دوسرے یہ کہ آیا تناسخ بطور شاذ وقوع مین آتا ہے تیسرے یہ کہ قطع نظر اسکی
وقوع یا عدم وقوع کی آیا تناسخ ممکن ہے یا محال ہے چوتھے یہ کہ اگر وہ محال ہے تو آیا وہ
محال عقلی ہے اور اسوجہ سے سلسلۂ تناسخ افاضہ قدرت حقہ کو قبول نہین کر سکتا ہے
پانچوین یہ کہ آیا وہ محال بنظر حکمت اللہ تعالی کے ہے گو قطع نظر حکمت سے وہ ممکن ہے
اور اللہ تعالی کی قدرت سے ممکن ہے کہ بذریعہ تناسخ دوبارہ انسان کو پیدا کرے
پس انہین امور کی نسبت اس مسئلہ مین دریافت کرنیکی ضرورت ہے اور جو شخص تمامی
دلائل اور مباحث مذکور پر غور کریگا تو نسبت امر اول کے یہ ضرور یقین کریگا
کہ قطعی طور پر ثابت ہو گیا ہے کہ تناسخ علی العموم واقع نہین ہوتا ہے اور علی ہذا القیاس

باقی کی نسبت بھی قطعی طور پر ثابت ہوگیا ہی کہ تناسخ شاذ و نادر طور پر بھی نہین ہوتا ہی
ہرے امر کی نسبت بموجب دلائل و مباحث مذکورہ یہ ضرور قطعی طور پر ثابت
ہوا ہی کہ تناسخکا وقوع محال ہے اور وہ ممکن نہین ہے چوتھی امر کی نسبت یہہ
ظاہر ہے بنظر طور پر تو ضرور یہ ثابت ہوگیا ہی کہ تناسخ محالات عقلی سی ہی اور
وہ افاضہ قدرت سی مستفید نہین [illegible] در حقیقت قطعی ثبوت اس امر کا
موجود نہین ہی کہ تناسخ درحقیقت محالات عقلی سی ہی [illegible] اوس تک
نہین پہونچ سکتا ہی پانچوین مسئلہ کی نسبت یہ ظاہر ہی کہ بنظر دلائل و مباحث
مذکورہ یہ ضرور واجب التسلیم ہی کہ یہ امر قطعی طور پر ثابت ہوگیا ہی کہ بنظر کمال
حکمت اللہ تعالی کے تناسخ ضرور محال اور واقع نہین ہوسکتا ہی پس اسیقدر لکھنا
اس مسئلہ مین کافی ہی اور جو اعتقاد منجملہ ان مسائل خمسہ کے ہر اہل اسلام کو ضرور ہی
وہ درحقیقت وہی اعتقاد ہی جس سے مسائل اول و دوم متعلق ہین یعنی یہ کہ تناسخ
درحقیقت عموما اور بطور ندرت بھی فی الواقع کبھی وقوع مین نہین آتا ہی باقی امور
مین ضرورت زیادہ غور کی درحقیقت بموجب اصول مذہب کی نہین ہے
وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی حبیبہ وصفیہ
محمد وآلہ الطاہرین واصحابہ الصالحین اجمعین آج بتاریخ گیارہوین ربیع الاول
سنہ ۱۳۰۱ ہجری یہ رسالہ بفضل و احسان حضرت واہب المنہ ختم ہوا فقط تمت بالخیر والعافیہ

تمت

بتاریخ نہم ماہ شوال المکرم سنہ ۱۳۰۱ ہجری بمقام لکھنؤ محلہ فراشخانہ و زیر گنج در مطبع
اثنا عشری بحسن اہتمام خیرخواہ مومنین سید عابد علی مالک مطبع حلیہ طبع پوشید